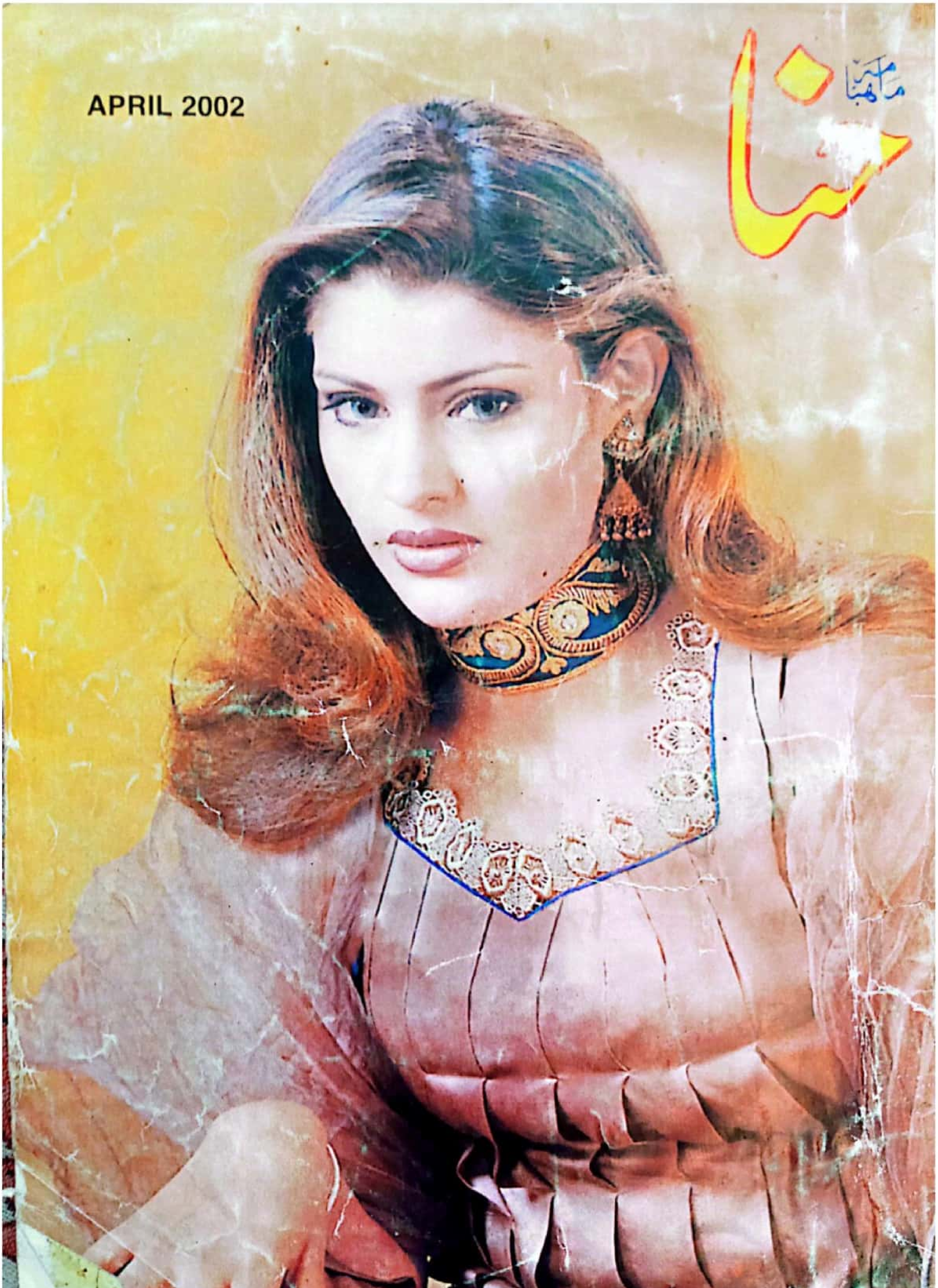
ماہنامہ
حنا
APRIL 2002

ناولٹ

عشق موج چناب کی صورت

عفت سحر پاشا

digest novels lovers group ❤️❤️

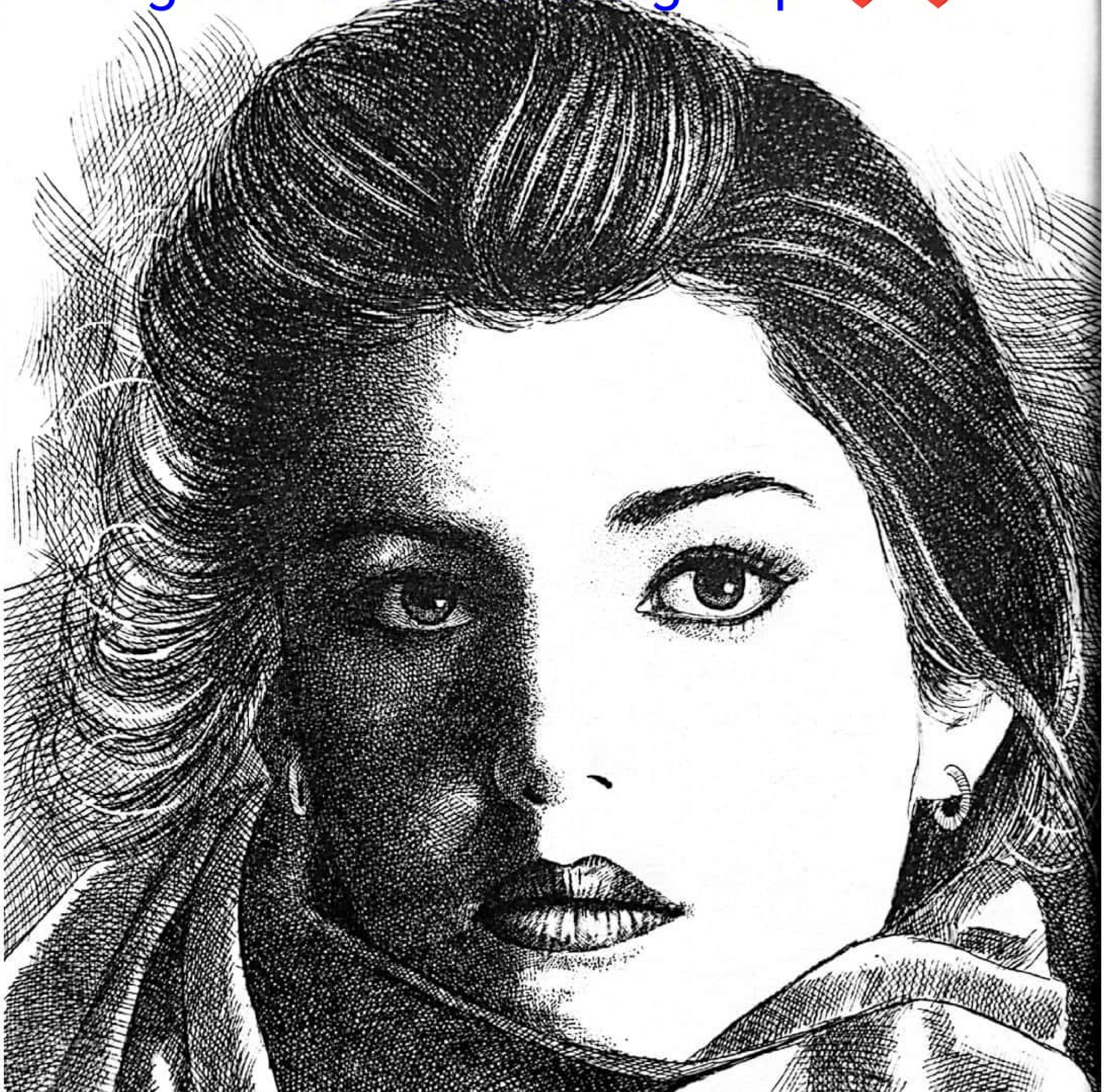

ڈھولک کی خوبصورت تھاپ' لڑکیوں کی سریلی آوازیں' لڑکوں کے بلند ہوتے قہقہے' شور اس قدر تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی اوپر سے ڈیک سونے پر سہاگہ تھا۔ فل والیم پر حمیرا ارشد کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ بڑوں کی اپنی محفل سجی تھی جس میں وہ ہر موضوع ڈسکس کیا جا رہا تھا جس کا تعلق خاندان سے تھا۔

''ذکی ---ذکی ڈیک بند کرو۔''

مومی کا چلا چلا کر برا حال ہو رہا تھا مگر دوسری طرف لاپرواہی اور بے نیازی اپنے عروج پر تھی مجال تھی جو وہ کان پر جوں بھی رینگنے دیتا۔ رومیل سے باتیں کرتا وہ خود کو بہت بزی پوز کر رہا تھا۔ تبھی اسے یوں دروازے میں کھڑا چیختے دیکھ کر معیز نے اس کا کان پکڑ کر مروڑ ڈالا۔

''خبیث یہ کیا حرکت ہے؟'' وہ دھاڑی تو وہ بہت معصومیت سے بولا۔

''اوہ سوری مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی کہ شاید تمہارا والیم خراب ہے تم منہ ہلا رہی تھیں مگر اندر سے کچھ برآمد نہیں ہو رہا تھا۔''

''ہنہہ۔'' وہ روہانسی ہو کر پیر پٹختی چلی گئی۔ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیئے۔

''چل یار نیچے چلیں کوئی بھنگڑا ونگڑا ہو جائے۔'' ذکی نے ڈیک آف کر کے رومیل اور معیز کو دیکھا۔ ادھر کسے انکار تھا ذرا سی دیر میں تینوں نیچے موجود تھے۔ جہاں باقی سب بھی تھے۔

''یوں لگ رہا ہے مایوں ہمیشہ کی نہیں بلکہ تم تینوں کی ہے یوں کمرے میں گھسے بیٹھے ہیں جیسے روپ ختم ہونے کا غم لگا ہو۔'' کرن نے انہیں دیکھتے ہی چوٹ کی تھی۔ جواباً'' معیز نے پاس کھڑی مومی کا دوپٹہ پکڑ کر دانتوں میں دبا لیا۔ اس نے شرم و حیا کا عظیم مظاہرہ پیش کیا تھا۔

''بدتمیز۔'' اس نے جھٹکے سے دوپٹہ کھینچا۔

''جیلس ---- جل ککڑی۔'' وہ اسے چھیڑنے لگا۔

''جیلس ہو گے تم اور جل ککڑی ہو گی تمہاری ہوتی سوتی۔'' وہ تڑخ کر بولی تو اس نے قہقہہ لگایا اور سب کو متوجہ کیا۔

''جانتی ہے نا اسے جل ککڑی کہہ رہا ہوں۔'' اس کے مذاق اڑانے والے انداز پر وہ روہانسی ہونے لگی تو آپی نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

''اور تم لوگ نکلو یہاں سے ---- ایک ہفتے سے جان عذاب کی ہوئی ہے مجال ہے ذرا بھی گانے کی پریکٹس کرنے دیں۔'' وہ انہیں ڈانٹنے لگیں۔

''رومی یہ کیا کہہ رہی ہیں یار کچھ سنا تو نے؟'' ذکی نے گویا شدت غم سے بوجھل آواز میں اپنے دست راست کو پکارا ادھر سے بھی یونہی جواب ملا۔

''وہ گانوں کی پریکٹس تھی؟ خدا کو مانو تم لوگ ادھر سے تم لوگ ایک سر اٹھاتی تھیں ادھر گامے کی بھینسیں ڈکرانے لگتی تھیں بکریاں منمنانے لگتی تھیں ہم لوگ تو تمہیں اس لیے گانے نہیں دے رہے تھے کہ کہیں ان بیچاریوں کے سر ختم نہ ہو جائیں کیونکہ تم لوگ وہ سر اپنے گانوں میں وافر مقدار میں استعمال کرتی ہو۔''

''ذلیل انسان۔'' آپی نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے جوتی اٹھائی تو رومیل نے ان کا جوتی والا ہاتھ پکڑ لیا۔ ادھر سے عثمان بھائی ثمرہ کو گود میں اٹھائے داخل ہوئے تھے۔

''آپی اب جانے بھی دیں اتنا غصہ بھی ٹھیک نہیں ہوتا آخر مانی بھائی کی بھی کوئی عزت ہے اب تم سب کے سامنے ان کی درگت بناؤ گی تو ان کے دل پر کیا بیتے گی؟'' وہ بہت ہمدردانہ لہجے میں بول رہا تھا وہ جھینپ گئیں سب کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ عثمان بھائی بھی اس کی شرارت پر ہنس رہے تھے۔

''یہ جوتی تمہارے لیے ہے۔'' وہ دانت پیس کر بولیں۔

''اچھا۔'' اس نے گویا سمجھداری سے سر ہلایا۔

"مانی بھائی کے لیے کون سا نمبر استعمال کرتی ہیں؟" بہت معصومیت سے پوچھا گیا۔

"رومیل اب میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔" وہ بے بسی س چلائیں تو وہ ہنسا۔

"تو ماریں ناں --- میں تو کب سے تڑپ رہا ہوں ان نازک ہاتھوں کی مار کھانے کے لیے۔" وہ بڑے جذباتی انداز میں بولا تو وہ جھنجلا گئیں۔

"عثمان اسے لے جائیں یہاں سے۔" انہوں نے گویا عثمان بھائی کی منت کی۔ مگر وہ یونہی مسکراتے ہوئے باہر چلے گئے۔

"چچ چچ --- مانی بھائی تو میدان رومی کے حق میں چھوڑ کے چلے گئے۔" ذکی نے بہت افسوس سے کہا تو وہ دانت کچکچانے لگیں۔ ساتھ ہی اپنا ہاتھ چھڑوانے کی جدوجہد بھی کی۔

"یہاں سے دفع ہو جاؤ اور ہمیں پریکٹس کرنے دو۔"

"آہاہ --- پریکٹس یہ شاید خود کو نورجہاں کی جانشین سمجھ رہی ہیں۔" معیز نے مضحکہ اڑایا پھر موی کو دیکھا۔

"اور یہ شاید شبنم مجید ہیں اور یہ حمیرا ارشد لگتی ہیں۔" وہ اریبہ کی طرف اشارہ کرکے بولا۔

"شرم کرو معیز ان بیچاریوں کا ان سب سے کیا مقابلہ۔ تم بتاؤ کیا نورجہاں کی آواز سن کر اصطبل میں گھوڑے اپنا سر پٹختے تھے؟ نہیں ناں لیکن ہماری آپی کی آواز میں وہ جادو ہے جو انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور یہ اپنی موی کی آواز پر وہ بکریاں کیسے بے قرار ہو کر ہمارے گھر کی طرف بھاگ رہی تھیں شبنم مجید میں اتنے گٹس کہاں اور اریبہ --- واہ بھئی اس کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں حمیرا ارشد کے ساتھ۔ اس کے سر کے ساتھ تو "پوری بھینس" اپنا سر ملاتی ہے۔" رومی رہی سہی کسر پوری کر رہا تھا سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ جبکہ آپی، موی اور اریبہ کو ہنسی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آ رہا تھا۔ آپی نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑا کر دوسرے ہاتھ سے دبایا۔

"شرافت نہیں ہے تم لوگوں میں؟" وہ اپنا سرخ ہوتا ہاتھ دیکھ کر مزید غصے میں آ گئیں۔ چلا کر بولیں۔ تو ذکی نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"اف آپی آپ آرام سے بھی پوچھ سکتی تھیں یہ بات۔" وہ گویا ناگواری سے بولا۔

"آہستہ تم لوگ سنتے نہیں ہو۔" وہ غصے سے بولیں۔

"بہرحال جہاں تک بات ہے شرافت کی تو وہ ہم میں اس لیے نہیں کہ تائی اماں نے اسے بازار بھیجا ہوا ہے دوپٹے رنگوانے کے لیے۔ جیسے ہی وہ آئے گا ہم اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دیں گے۔" وہ ڈرائیور کا نام لے کر بڑی شرارت سے بولا۔

"اور مانی بھائی کو بھی نہیں بتائیں گے۔" رومی نے ٹکڑا لگا کر گویا وفاداری ظاہر کی۔

"ہائے میری اللہ۔" آپی سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"دیکھو اگر تم لوگوں کو یہاں بیٹھنا ہے تو تمیز سے بیٹھو۔" انہوں نے قصداً" شرافت کی جگہ تمیز کا لفظ استعمال کیا۔ مبادا وہ پھر بات نہ پکڑ لیں۔

"ثوبی ڈھولک بجاؤ۔" موی نے فوراً سچویشن بدلنے کی غرض سے کہا۔ ثوبی تو جیسے منتظر ہی تھی فوراً اس نے ڈھولک پر خوبصورت سی تھاپ لگائی۔

"اساں تے جانا بلو دے گھر --- کنے کنے جانا بلو دے گھر۔"

سب لڑکیوں نے متفقہ فیصلے کے بعد تان اٹھائی جو درمیان ہی میں ذکی نے توڑ دی۔

"غلط، بکواس ہے یہ تم لڑکیوں نے بلو کے گھر جا کر کیا کرنا ہے تمہاری بلو میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے بھلا؟ بلو کو چھوڑو ہمارے لیے تم لوگ گاؤ" اساں تے جانا بلے دے گھر --- کنے کنے جانا بلے دے گھر۔" وہ بہت سنجیدگی سے بولا۔ ضبط کرتے ہوئے بھی سب ہنس ہی دیں۔

"بہت خبیث ہو تم لوگ۔" موی تلملا کر بولی۔ ہفتے بھر سے وہ لوگ اسی طرح ڈسٹربنس کری ایٹ کر رہے تھے مجال تھی جو قابو میں رہتی ان کی زبان۔ ابھی تو فی الحال وہ تینوں تھے باقی سب کاموں میں مصروف تھے ورنہ تو جو وہ گا رہی تھیں وہ بھی نہ گا پاتیں۔

"سب آپ کی صحبت کا کمال ہے موی جی ورنہ ہم کیا تھے؟" معیز بہت عاجزی سے گویا اس کے احسانوں تلے دب کر بولا تو وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"ایسے نہ کیا کرو بتیسی گھس گھس کر چوہیا کے دانتوں جتنی رہ جائے گی۔" رومی نے گویا بہت اہم مسئلے پر روشنی ڈالی۔

"اب تم لوگ بولے تو میں ماموں کو بلا لوں گی۔" وہ غصے سے بولی۔

"اوکے لیٹس اسٹارٹ یور سونگز۔" رومی نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے۔ تو موی نے فاتحانہ انداز میں مسکرا کر سب کی طرف دیکھا۔

"دل والے ہیں ہم تو دل لے کے جائیں گے۔ عاشق ہیں پروانے ہیں ہم مر مٹ جائیں گے۔"

"ہاہاہا۔۔۔۔"

ابھی انہوں نے گانا اسٹارٹ ہی کیا تھا کہ تینوں کے بلند قہقہے پر سبھی جھجک کر چپ ہو گئیں سب کی نظریں بے اختیار ان تینوں کی طرف اٹھی تھیں۔ مگر وہ ان سب سے بے نیاز اپنے آپ میں مگن تھے۔

"نئیں اوئے سچ کہہ دیا ہے؟ ماننے کو دل نہیں کرتا مگر تو کہتا ہے تو ماننا پڑے گا۔" معیز بڑی سنجیدہ سی غیر یقینی کے ساتھ ذکی سے مخاطب تھا پھر گویا سب کی خاموشی پر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم لوگوں کو کیا ہوا؟" بہت ہی معصومیت سے پوچھا۔

"تم آپی۔" ور وہ بس رونے کے قریب تھی۔

"بھئی مجھے معاف ہی رکھو یہ میرے بس سے باہر کی چیز ہیں۔" آپی نے ہاتھ جوڑے۔

"ذکی پلیز اب بس کرو تم لوگ۔" موی تنگ آ کر منت سماجت پر اتر آئی تھی۔ معیز نے گہری سانس بھری۔

"کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا۔" وہ دھیمے سے گنگنایا تھا۔ پھر ذرا دیر شرافت سے انہوں نے لڑکیوں کو گانے دیا مگر عبید، علی اور سعدی کے آتے ہی پھر سے دھماچوکڑی مچ گئی۔ سب ڈھولک چھوڑ کر بیٹھ گئیں۔

"چلو بھئی کوئی ڈانس وانس ہو جائے کوئی بھنگڑا ونگڑا۔" عثمان بھائی او عبید بھائی کی مشترکہ فرمائش تھی۔

"ایسا کریں پہلے آپ وانس اور ونگڑا کریں اس کے بعد ہم اپنا ڈانس اور بھنگڑا ڈالیں گے۔" رومی اطمینان سے بولا تو وہ خفیف سے ہو گئے۔

"تم تو بات پکڑتے ہو یار۔" عثمان بھائی نے رومی کو گھورا۔

"تھوڑی دیر پہلے آپ کی بیگم کا ہاتھ بھی پکڑا تھا۔ یہ تو بہت زیادتی ہے مائی بھائی۔" معیز نے فوراً ہمدردی جتائی۔ تو آپی نے پیچھے سے اس کے شانے پر ایک دھپ جما دی۔

"چلو بھئی اٹھ جاؤ، رومی چلو۔" علی ڈیک نیچے لے آیا تھا۔

"اوئے چل اوئے میں نہیں ناچ رہا۔" اس نے ٹالنا چاہا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔" معیز بدمزہ ہونے لگا ویسے بھی ذکی، معیز اور رومیل کی آپس میں خوب بنتی تھی ہر کام میں تینوں یکجان ہوتے تھے اسی وجہ سے وہ الجھنے لگا۔

"شرم کرو رومی اور ظہیر انکل نے تمہارا رشتہ قبول کر لیا ہوتا تو اب تم ان کے ہونے والے داماد ہوتے شکرانے کے طور پر ہی بات مان لو شکر کرو اس چڑیل سے بچ گئے ہو۔" علی کو غلط وقت پر غلط

بات کرنے کی عادت تھی سب لحہ بھر کو چپ رہ گئے۔ سب سے پہلے عثمان بھائی نے اس خاموشی کو توڑ کر بات بدلی۔

"کم آن رومیل اب یہ پارسائی کا دعویٰ تم پہ جچتا نہیں اٹھو اور بے شرم ہو جاؤ۔" ان کے اس طرح بات پلٹنے سے بھی ماحول کچھ خاص بدلا نہیں اس کے چہرے پر خفیف سی سرخی اُمڈ آئی تھی معیز نے بے ساختہ زکی کی طرف دیکھا۔

"اوئے وہ چاچو نے جو لسٹ دی تھی وہ چیزیں پوری خریدیں کہ نہیں؟" زکی نے سر پر ہاتھ مار کر زور سے کہا۔ معیز نے بھی برابر رسپانس دیا۔ وہ اس کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

"اوہو وہ تو بالکل بھولا ہوا تھا میں۔ بہت مار پڑے گی بھری جوانی میں۔" وہ دونوں بالکل خاموش کھڑے رومیل کو زبردستی گھسیٹ کر باہر نکل آئے۔ ان دونوں کے درمیان وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ گھسائے گویا زمین کو روند رہا تھا۔

"رومی جہاں اتنا ضبط کیا ہے وہاں تھوڑا اور سہی یار۔" معیز نے چلتے چلتے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"اتنا اچھا لگ رہا تھا تو وہاں ہنستا ہوا اور یہ اپنا علی تو پاگل ہے۔ اور پھر اتنی ذرا ذرا سی باتوں کو دل پر نہیں لیتے۔" زکی اس کے سامنے آکر الٹے قدموں چلنے لگا۔ وہ بدستور خاموش تھا۔

"رومی تم پھر وہی فضول حرکت کر رہے ہو۔" اس نے اسے دھمکایا۔ تو وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تو کیا کروں کیا میں بھولنا نہیں چاہتا؟ کیا میں وہاں جوگ لے کر بیٹھا تھا؟ نہیں ناں۔ تو پھر سب کیوں مجھے احساس دلاتے ہیں ٹھکرائے جانے کا۔" وہ شکستہ لہجے میں بول رہا تھا۔

"رومی وہ حرف آخر نہیں ہے۔" معیز بے حد سنجیدہ تھا۔

"معیز تم بھی؟ تم لوگ جانتے ہو اس کے متعلق میری کیا فیلنگز تھیں؟" وہ درخت سے ٹیک لگا کر سابقہ انداز میں بولا۔

"رومیل تم ایسے بالکل اچھے نہیں لگتے۔ یار دنیا اسی پہ تو ختم نہیں ہو جاتی ناں۔ اور اس نے تمہیں ٹھکرایا نہیں تھا یہ فقط تمہاری بھول ہے انہیں جو رشتہ اچھا لگا وہ انہوں نے قبول کر لیا۔ یوں ذرا ذرا سی بات پر ٹینس ہو گے تو نقصان صرف تمہیں ہو گا اور کسی کو نہیں اور آنٹی؟ ان کے متعلق سوچا تم نے؟ جانتے بھی ہو کہ تمہارے متعلق وہ کتنی فکرمند رہتی ہیں۔" زکی اپنے موڈ کے بالکل برخلاف بہت مدبرانہ انداز میں بولا تو وہ چند ثانئے اسے دیکھے گیا۔ پھر گہری سانس لے کر ٹیک چھوڑ دی اور خاموشی سے چل دیا وہ دونوں اس کی تقلید میں پیچھے بڑھے۔

"تمہاری خاموشی کو میں کیا سمجھوں رومی؟" معیز اس کی خاموشی توڑنے کی کوشش میں تھا۔

"میں سب کچھ بھول جانا چاہتا ہوں مگر کوئی میرا ساتھ نہیں دیتا۔" وہ پھیکے لہجے میں بولا۔

"کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا تم چاہتے ہو کہ تمہارے سامنے کوئی اس کا ذکر نہ کرے وہ کبھی تمہارے سامنے نہ آئے اسے تم اپنی جیت کہتے ہو۔ یو آر رانگ رومیل حسن۔ یہ تم خود کو دھوکا دے رہے ہو اسے بھولنا ہے تو ایسے بھولو کہ کبھی سامنے آئے تو اس کی طرف بے ارادہ بھی نگاہ نہ اٹھے۔ کمال ہے یار میں تو تمہارے کانفیڈنٹ اسٹائل سے بہت امپریس تھا تم اتنے کمزور کیسے پڑ گئے ہو وہ بھی ایک لڑکی کے سامنے؟" وہ بے حد تاسف سے بولا تو رومیل کا دماغ جھنجھنا کر رہ گیا۔

"میں اب گھر چلوں گا امی انتظار کر رہی ہوں گی۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولا تو وہ دونوں اسے دیکھ کر رہ گئے۔

وہ گھر پہنچا تو ہارن کی آواز پر گیٹ امی نے کھولا وہ بائیک اندر لے گیا۔ انہوں نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ اندر بڑھتے ہوئے رکا۔

"کیا بات ہے بہت اچھا لگ رہا ہوں کیا؟" انہیں اپنی طرف غور سے دیکھتا پا کر وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر خوشدلی سے بولا۔

"بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔" وہ گہری سانس لے کر بولیں تو وہ انہیں بازو کے گھیرے میں لیے اندر چلا آیا۔

"اتنا فریش تو ہوں بھابھی سو گئیں ہیں کیا؟" اس نے صاف ٹالا وہ سمجھ تو گئیں مگر جتایا نہیں۔

"ہاں وہ تو کب کی سو گئی سنی بہت تنگ کر رہا تھا صوما کو تو میں نے اپنے پاس سلا لیا ہے سنی تو اس قدر ضدی ہے کہ ماں کے بغیر رہتا ہی نہیں۔" انہوں نے بہت محبت سے پوتے، پوتی کا ذکر کیا۔

"کھانا لگاؤں تمہارے لیے؟" انہوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نرمی سے پوچھا تو وہ جوتے اتار کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"بالکل فل ہوں میں، اب آپ جا کر سو جائیں بہت دیر ہو گئی ہے۔"

"تم ٹھیک تو ہو ناں؟" وہ ایکدم سے بولیں تو چند ثانئے اس کوان کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ وہ الجھ کر انہیں دیکھنے لگا۔ تو وہ اس سے نظریں چرا کر بولیں۔

"رومیل کیا ضروری ہے تم وہاں ضرور جاؤ؟"

"امی آپ سو جائیں جا کر میں بھی سوؤں گا اب۔" وہ جھک کر شوز اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا اور ان کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ لائٹ آن کر کے جوتے اس نے ایک طرف اچھال دیئے اور بستر پر بیٹھ کر سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

اس لمحے اسے سمیطہ پر سخت غصہ آ رہا تھا بلکہ نفرت سی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا اور ہینگرز کو سائیڈ پر ہٹایا۔ پیچھے سے اس کی ہنستی مسکراتی تصویر برآمد ہوئی جو اس نے پیچھے چپکا رکھی تھی۔

"آئی ہیٹ یو سمیطہ ظہیر--- آئی ہیٹ یو۔ آج کے بعد میں تم سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔ سوچ کا بھی نہیں۔" اس نے تصویر اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی۔

"آئی ہیٹ یو۔" وہ دھیرے دھیرے بولتے ہوئے تصویر کے پرزے کر رہا تھا۔

ظہیر احمد نہ صرف رومیل حسن کے سوتیلے ماموں تھے بلکہ وہ اسٹیٹس کانش بھی تھے حالانکہ سمیطہ نے کبھی بھی رومیل کو باقی کزنز سے کمتر نہیں سمجھا تھا وہ اچھی خاصی جاب کر رہا تھا۔ اس سے بڑے سہیل بھائی مسقط میں سیٹل تھے۔ مگر پھر بھی ظہیر احمد کی دولت کا مقابلہ وہ لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ سمیطہ اسے اچھی لگتی تھی شروع سے شاید جب وہ بہت چھوٹی ہے تب سے وہ بہت مطمئن تھا کہ ماموں کے برعکس سمیطہ اس سے بے حد اچھی طرح ملتی تھی بلکہ ان کی دوستی بے حد گہری تھی اس نے امی سے بات کی کہ وہ سمیطہ کو مانگنے کے لیے ماموں کے ہاں جائیں۔ چند لمحے تو وہ خاموش رہ گئیں اور اس کی محبت میں وہ سوتیلے بھائی کے در پر پہنچ گئیں۔ وہ بھائی جس نے بہن کی بیوگی کے بعد بھی اس کے دامن میں تسلی کے دو بول نہیں گرائے تھے اب بھلا اقرار کی دولت سے اس کا دامن کیسے بھر دیتا۔ انہوں نے دوٹوک انداز میں بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ نامراد واپس لوٹیں۔ انہیں انکار سے کچھ خاص دکھ نہیں ہوا۔ دکھ تو وہاں ہوتا ہے جہاں توقعات ہوں اور انہوں نے کبھی ایسی غلطی نہیں کی تھی مگر رومیل حسن یہ غلطی کر چکا تھا سو اب بھگت رہا تھا۔ وہ انکار کے بعد پہلی مرتبہ سمیطہ سے ملا تو بے حد جذباتی ہو گیا۔

"کم آن رومی یہ تم ہو؟ آئی ڈونٹ بلیو دس۔" وہ حیرت سے پہلے تو چیخی پھر ہنس دی۔ ضبط کرتے کرتے بھی اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ وہ کتنی بے فکری سے ہنس رہی تھی اس کے جذبات کی گہرائی

کا احساس کیے بغیر۔
"سمی پلیز ٹرائی تو انڈرسٹینڈ می۔ آئی فال ان لو ود یو۔" وہ کتنے خلوص بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔
"لیکن میں سمعان علی سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" وہ ایکدم سنجیدہ ہوگئی۔ تو وہ دکھ کے احساس میں گھرا اسے دیکھتا رہ گیا۔
"شاید تم نے سنا نہیں کہ اس کو اپناؤ جو تمہیں چاہتا ہو جسے تم چاہتے ہو اس کے کبھی مت ہو۔" وہ کئی لمحے سکوت کے بعد بولا تو وہ ہنس دی۔
"تو پھر تم سامیہ کے کیوں نہیں ہو جاتے؟" وہ بے حد سادگی سے بولی۔ سامیہ بھابھی کی چھوٹی بہن تھی جس کے لیے وہ رومیل کی خواہشمند تھیں۔
"یہ دل کے معاملے ہیں سمیعہ اور دل پہ کسی کا زور نہیں ہوتا۔"
"کتنی عجیب سی بات ہے کہ تمیں صرف اپنے دل کی پرواہ ہے جو ریزن تم اپنی طرف سے پیش کر رہے ہو وہی میری طرف سے سمجھ لو۔" وہ لطیف سا طنز کرتے ہوئے بولی۔ پھر اس کے لب وا ہوتے ہی اس کے بولنے سے پہلے ہی بول اٹھی۔
"رومی تم میرے بے حد اچھے دوست ہو اور دوستوں کو ہمیشہ دوستوں کی مانند ہی رہنا چاہیے تم مجھ سے ہزار مرتبہ بھی اس ٹاپک پر بات کرو گے تو میرا جواب یہی ہوگا میں اس ریلیشن کو خراب نہیں کرنا چاہتی جو ہمارے درمیان ہے اور پلیز تم بھی مزید کچھ مت کہو تمہارا جو امیج میرے ذہن پر ہے اسے برقرار رہنے دو۔ تم یوں پلیز پلیز کہتے بالکل نہیں اچھے لگتے۔" وہ کس قدر شکستہ دل وہاں سے لوٹا تھا اور اب تو اس نے سب کچھ ختم کر دیا تھا۔ سمیعہ کو اس نے ہمیشہ کے لیے دل کے نہاں خانوں میں دفن کر دیا تھا۔

"آہا--- یہ ہماری گورنمنٹ اتنی سج دھج کر کہاں پھر رہی ہے؟" معیز نے لپک کر اسٹور کو تالا لگاتی موی پر جملہ پھینکا تو وہ بوکھلا گئی۔ اسی بوکھلاہٹ میں چابی نیچے گر پڑی۔
"کبھی تو کوئی کام طریقے سے کر لیا کرو۔" وہ چڑ کر بولی اور اس سے پہلے کہ وہ جھک کر چابی اٹھاتی معیز نے اٹھالی۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔
"بھئی ہم نے تو بس ایک ہی کام طریقے سے کیا ہے۔" وہ چابی اچھال کر کیچ کرتے ہوئے اسے دیکھ کر معنی خیزی سے بولا۔
"یہ چابی ادھر لاؤ بہت سی قیمتی چیزیں پڑی ہیں یہاں تم اسے ادھر ادھر پھینک دو گے۔" وہ نظریں چرا کر بولی۔
"تم تو باہر ہو پھر اندر ایسا کیا قیمتی ہے؟" وہ بھرپور نظریں اس کے چہرے پر جما کر شرارت سے بولا وہ اس کے انداز پر جز بز ہو کر رہ گئی۔
"تم سے تو بحث فضول ہے۔"
"ویسے آج تم بے حد اچھی لگ رہی ہو اپنی اپنی سی۔" وہ اس کے انداز کو یکسر نظرانداز کر کے اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر بولا تو وہ سٹپٹا گئی۔
"چابی دو ادھر۔" وہ ذرا غصے سے بولی تو وہ اور نزدیک ہوا۔
"پھر تم کیا دو گی؟"
"اف۔" وہ اس کی بات پر بوکھلا اٹھی۔ اس کے ہاتھوں کو جھٹک کر پیچھے ہٹی۔
"کیا بکواس ہے یہ؟"
"ارے ارے یوں بات کرتے ہوئے صرف رخصتی ہی باقی ہے کہلاتا تو تمہارا مجازی خدا ہی ہوں۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا تو وہ اس ٹاپک پر آتے ہی ہمیشہ کی طرح بھاگنے کی تیاری کرنے لگی۔
"خدا صرف ایک ہی ہے باقی سب خرافات ہے یہ مجازی خدا وغیرہ۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔ تو وہ تڑپ ہی تو اٹھا۔
"یعنی میں خرافات میں شامل ہوں؟" وہ بھنا کر بولا تو اس نے بمشکل ہنسی دبائی۔

"یہ میں نے نہیں کہا تم خود کو اپنے منہ سے مجازی خدا کہہ رہے ہو پھر یہ تو خرافات ہی ہوئی نا۔" وہ بظاہر بہت سنجیدہ تھی۔

"بہت بگڑ گئی ہو تم اور مجھے بگڑی لڑکیاں بہت پسند ہیں۔" وہ دونوں ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ کر شریر لہجے میں بولا۔ اسکے مہکتے لہجے اور بے باکی پر وہ سمٹ سی گئی۔

"مگر مجھے بدتمیز لڑکے اچھے نہیں لگتے۔" وہ نظریں ملائے بغیر بولی۔

"اچھا --- تو ذرا یہی بات مجھ سے نظریں ملا کر کہو۔" وہ لب دبا کر محظوظ سا ہو کر بولا تو وہ بے بس سی ہونے لگی۔

"معیز۔" احتجاجاً" دھیمی آواز میں پکارا۔

"موی اب آ بھی جاؤ یا میں بارات بھیجوں تمہارے لیے؟" نیچے سے سمیطہ کے دھاڑنے کی آواز آئی تو جہاں وہ بدحواس ہوئی وہاں وہ بھی سنبھلا تھا۔

"اب خود تالا لگاتے پھرنا۔" وہ دھیمی ہوئی آواز میں کہتی اس کے ہاتھ میں سمیٹا دوپٹہ کھینچ کر بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔ پیچھے سے اس کا بلند قہقہہ اس کی جان جلا کر راکھ کر گیا۔

"کیا بات ہے یہ رنگت تمہاری کیسی ہو رہی ہے؟" اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی سمیطہ نے اسے ڈانٹنے کا ارادہ موقوف کر دیا اور اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے کر دبایا۔

"اور تمہارے ہاتھ کیسے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔" وہ فکرمندی سے بولی تو وہ اس کے بیڈ پر گر گئی۔

"اسے کیا ہوا؟" وردہ حیران تھی۔ سمیطہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"موی کیا بات ہے؟" بہت پیار سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"کوئی بھی بات مت کرو مجھ سے۔" وہ بدتمیزی سے بولی۔

"اوہ۔" وردہ نے سمیطہ کی طرف دیکھا۔

"یہ رونا کس خوشی میں آ رہا ہے؟"

"میں نے تو اسے اسٹور میں بھیجا تھا بیڈ شیٹس رکھوانے۔" سمیطہ نے فوراً صفائی پیش کی۔

"اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ محترم عزت ماب جناب معیز عالم ان کے پیچھے پیچھے اوپر سے تشریف لائے ہیں۔" کرن اندر آتے ہوئے چہکی تو سب نے معنی خیز سی "اوہ" کی۔

"تبھی تو میں کہوں کہ "یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلی کھلی سی زلفیں" وغیرہ وغیرہ اب پتا چلا کہ یہ کس کا اعجاز ہے۔" وردہ قہقہہ لگا کر بولی اور ساتھ ہی اسے گدگدا ڈالا۔ تو ناچار وہ اٹھ بیٹھی۔

"اب تمہاری رخصتی ہو ہی جانی چاہیے۔" سمیطہ بغور اس کو دیکھتے ہوئے بے حد شریر لہجے میں بولی تو اس کی رنگت دہک گئی۔ اس نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔

"بکو مت۔"

"ڈونٹ وری یار --- اور یہ بات میں تمام حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہہ رہی ہوں۔" وہ ڈھیٹ بن کر بولی۔

"ادھر وہ محترم ایسے اچھلتے کودتے سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے جیسے قارون کا خزانہ ان کے ہاتھ لگ گیا ہے۔" کرن مزے سے بولی تو وہ روہانسی ہو گئی۔

"تم لوگوں کو مذاق سوجھ رہا ہے اور میری جان پر بنی ہے۔ اس قدر فضول بندہ ہے وہ نہ موقع کا خیال کرتا ہے اور۔"

"اور؟" وہ سب اس کے رکتے ہی بے تابی سے بولیں تو وہ ان کی کمینگی پر تلملا کر رہ گئی۔

"اور یہ کہ وہ تم تینوں کی طرح کمینہ بھی ہے۔" وہ دانت کچکچا کر بولی ان کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ آ موجود ہوا۔

"ہائے بیوٹی فل لیڈیز۔" موی فوراً سے پیشتر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھی۔

"ہائے۔" تینوں کورس میں بولیں۔

"تمہارے کمرے کا موسم کتنا سہانا ہے سیمی۔" وہ کن اکھیوں سے موی کو دیکھ کر بولا۔

"سیمی جب میں واش روم سے نکلوں تو یہ شخص مجھے کمرے میں نظر نہیں آنا چاہیے۔" وہ مڑ کر غرائی تو وہ چھلانگ لگا کر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ اس کی غیر متوقع حرکت پر سٹپٹا کر رہ گئی۔

"یہ تم نے منت مانی ہوئی ہے کیا؟" وہ سادگی سے بولا۔

"پیچھے ہٹو تم۔" وہ بہت بہادری سے غصہ دکھا رہی تھی اتنا تو ذہن میں تھا کہ کم از کم ان تینوں کی موجودگی میں وہ کوئی غلط حرکت نہیں کر پائے گا۔

"کیا کہا؟" وہ آنکھیں نکال کر ذرا آگے ہوا تو اس کی ساری بہادری ہوا ہو گئی۔

"سمیطہ۔" وہ منمنائی ان تینوں کو بہت ہنسی آ رہی تھی۔

"اے مسٹر بی ہیو یو سیلف تم میرے کمرے میں میری سسٹر سے چھیڑ خانی کرتے ہو شرم نہیں آتی؟" سمیطہ فوراً آگے آ کر رعب سے بولی تو معیز نے موی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بہت شرم آ رہی ہے کیا اسے باہر لے جاؤں؟" وہ برجستہ بولا۔ تو اس کے جملوں پر موی کی جان ہوا ہونے لگی۔ سمیطہ کو اس پر ترس آنے لگا۔

"ہاتھ چھوڑو لڑکی کا۔" اس نے ڈپٹ کر کہا۔

"یہ لڑکی نہیں میری بیوی ہے۔" وہ اترا کر بولا۔

"واہ جی واہ یہ کیا بات ہوئی کیا بیوی لڑکی نہیں ہوتی؟" وہ بحث پر اتر آئی وہ چند ثانئے اسے دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔

"تم اس صدی کے خبیث ترین انسان ہو اس لیے تم اس کا ہاتھ چھوڑو اور دفع ہو جاؤ۔" وہ مصنوعی غصے سے بولی اور زبردستی موی کا ہاتھ چھڑوا کر معیز کو باہر کا راستہ دکھایا۔

"کمال ہے یار میں تو سوری کرنے آیا تھا۔" وہ مسکینیت سے بولا تو وہ ٹھٹکی۔

"کس بات کی؟" وردہ اور کرن بھی اٹھ کر پاس چلی آئیں۔

"بتا دوں؟" وہ موی کو دیکھ کر بڑے انداز سے بولا تو وہ رونے کے قریب ہو گئی۔ اس کا اعتبار بھی نہیں تھا کہ تفصیل ہی سنانے بیٹھ جاتا۔

"بات مت کرنا مجھ سے کبھی۔" وہ روتی آواز میں بولتی پیر پٹختی باتھ روم میں گھس گئی۔

"چچ چچ ---- بہت اچھی لڑکی ہے مجھے اسے ایسے تنگ نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ خود کلامی کرتے ہوئے متاسفانہ انداز میں بولا۔

"تم ذرا دھیان سے رہو ورنہ رخصتی مزید دو ماہ لیٹ ہو سکتی ہے۔" وردہ طنز کرتے ہوئے بولی۔

وہ تینوں کارپٹ پر بیٹھ گئے جبکہ سمیطہ بستر پر ٹک گئی۔

"ہیں ---- کیا واقعی؟" وہ مصنوعی تفکر سے بولا۔

"بس جوکروں والے کام جتنے مرضی کروا لو اس سے۔" کرن چڑ کر بولی۔

"معاف کرنا تمہارے سسرالیوں سے میری دور پار کی بھی رشتے داری نہیں ہے۔" مضحکہ اڑاتے ہوئے بولا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"ظاہر ہے کہاں وہ اور کہاں تم ---- جوکر۔" وردہ کھلکھلائی۔

"شٹ اپ۔" وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

"اچھا اب فضول باتیں چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ سمعان علی کیسے ہیں؟" سمیطہ جانے کیا کہنے لگی تھی کہ معیز درمیان میں بول پڑا۔

"تم سے بہت اچھے ہیں۔" وہ اسے جلانے کو بولی۔

"ظاہر ہے میں بھائی ہوں اور وہ۔" وہ معنی

تیزی سے ہنسا تو وہ جھینپ گئی۔
"میرا خیال ہے کہ اسے یہاں سے چلے جانا چاہیے کیوں گرلز؟" سمیطہ نے پر سوچ انداز میں کہتے ہوئے ان سے رائے چاہی۔
"یو آر ہنڈرڈ اینڈ ٹین پر سنٹ رائٹ۔" موی نے چہرہ باہر نکال کر کہا اور پھر فوراً دروازہ بند کر لیا۔
"چلو بھئی۔" کرن نے چٹکی بجائی تو وہ گہری سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔
"یہ ہوتے ہیں حکم کے غلام۔" سمیطہ کھلکھلائی تو اس نے باہر جاتے جاتے رک کر منہ پر ہاتھ پھیرا۔
"دو دن ہی ہیں پھر اس چڑی کے اکے کو بھی دیکھ لیں گے۔"
"شٹ اپ۔" وہ ہنس دی۔ اس کے جاتے ہی موی بھی باہر نکل آئی۔ وہ اسے دیکھ کر ہنس دیں۔ تو وہ جھینپ گئی۔
"اب چلو سب ہال میں جمع ہیں ڈھولک کے لیے۔" کرن کو یاد آیا۔
"اور تم بھی چلو بنو وہاں بیٹھنے کی پریکٹس کرو دو دن بعد تمہارا یہی کام ہے۔" موی نے سمیطہ کو لیٹتے دیکھ کر کہا تو وہ سستی سے جمائی لینے لگی۔
"کل میں بھی بیٹھوں گی فی الحال تم لوگ جاؤ کہہ دینا کہ عشاء کی نماز پڑھ رہی ہے پلیز۔"
"بدتمیز جھوٹی۔" وہ دانت کچکچا کر باہر نکل گئی۔ کرن اور وردہ اس کے پیچھے بھاگیں۔ ذرا دیر میں ڈھولک کی تھاپ اور ان کی آوازیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں آج تقریباً تمام لڑکے کاموں میں مصروف تھے اس لیے وہ بے فکری بلکہ بے جگری سے گا رہی تھیں۔ وہ اطمینان سے لیٹی تھی جب فون کی متواتر بجنے والی بیل نے اسے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ سب گانے بجانے میں مصروف تھیں لاؤنج میں بے یارو مددگار پڑے چلاتے فون کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں تھا اس نے اپنے کمرے کا ایکسٹینشن اٹھایا۔
"ہیلو۔" وہ بے دلی سے بولی۔ آواز پر غنودگی چھائی ہوئی تھی۔
"ہیلو جی سمیطہ سے بات ہو سکتی ہے؟" مردانہ آواز' بھاری اور دلکشی لیے ہوئے۔ وہ حیران رہ گئی۔
"سمعان---- آپ؟"
"سمیطہ۔" اس نے گہری سانس لی۔ لہجے میں اطمینان اتر آیا۔
"آپ نے فون کیوں کیا؟" وہ استعجابیہ انداز میں بولی۔
"ایک ضروری بات کرنا تھی تم سے۔" وہ سیریس تھا۔
"ابھی کیا بہت ضروری ہے بعد میں بھی تو ہو سکتی تھی۔" وہ دبے دبے لہجے میں بولی۔
"نہیں۔" وہ گہری سانس لے کر بولا۔
"یہ بعد میں کی جانے والی بات نہیں ہے سمیطہ۔" اس کا سپاٹ لہجہ سمیطہ کو بے چین کر رہا تھا اس نے ٹیلی فون کی تار کو مسلا۔
"جی کہیے۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔
"اصل میں بات یہ ہے کہ میں ایئرپورٹ سے بات کر رہا ہوں۔" وہ سپاٹ و سرد لہجے میں بولا۔
"اور میں ابھی تھوڑی دیر بعد امریکہ فلائی کر جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے کہ اگر دو دن پہلے مونیکا پاکستان نہ پہنچتی تو میں تم سے شادی کر لیتا مگر اس کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ ایکچوئلی اس میں قصور میرا بھی نہیں تمہارے پاپا کا ہے انہیں ایک بزنس پارٹنر کی ضرورت تھی خیر مجھے تم جیسی لڑکی کو کھونے کا دکھ ہمیشہ رہے گا۔ مونیکا ایک اچھی بیوی کے معیار پر پوری نہیں اترتی مگر میرے تمام ٹھاٹ اسی کی وجہ سے ہیں اس لیے میں اسے کسی صورت ناراض نہیں کر سکتا۔" وہ اپنے آپ میں مگن شرمندگی سے عاری لہجے میں بول رہا تھا۔ اور وہ اسے یوں

لگ رہا تھا جیسے وہ مر گئی ہو۔ وہ ساکت بیٹھی تھی کانوں میں بس سائیں سائیں کی آواز آ رہی تھی وہ کہہ رہا تھا۔

"آئی ایم سوری اگین سمیعہ۔" اس کے آنسو بہہ نکلے اس نے آہستگی سے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"اف میرے خدا اتنی تذلیل، شادی سے صرف دو دن پہلے۔" اس نے چکراتے ہوئے سر کر دونوں ہاتھوں میں تھاما۔ شریانیں جیسے پھٹ جانے کو تھیں اس نے بہت برداشت کرنا چاہا مگر ضبط کی طنابیں ہاتھوں سے چھوٹ گئیں۔ ذرا دیر میں اس کی چیخوں نے سب کو بوکھلا دیا تھا۔

"سیما کیا ہوا؟ کیا بات ہے جان؟" آپی نے اسے جھنجھوڑ ڈالا زور زور سے رو رہی تھی۔

"آپی۔" وہ ان کے گلے لگ گئی۔ سب بے حد پریشان تھے۔

"سیمی کیا ہوا؟" امی متفکر سی آگے بڑھیں۔

"سب ختم ہو گیا--- سب کچھ۔" وہ زور سے چیخی۔

"لگتا ہے ڈر گئی ہے۔"

"روپ بھی تو ماشاء اللہ بہت آیا ہے۔"

"دم کرو اس پر۔" جتنے منہ اتنی باتیں تھیں اور وہ سب کے ہاتھوں سے نکلی جا رہی تھی۔

"سیمی کیا بات ہے کیوں ہولا رہی ہو سب کو؟" اس کی امی روہانسی ہو گئیں۔

"وہ--- امی وہ سمعان علی۔" وہ بمشکل بولنے لگی پھر رو پڑی۔

"کیا ہوا اسے؟" انہوں نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"وہ---؟" اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا لگ گیا۔

"الٰہی خیر۔" وہ اس کے بستر پر ڈھے گئیں۔

"کیا پاگل ہو گئی ہو تم کیا۔" وردہ چلا اٹھی تو وہ ماں سے لپٹ گئی۔

"وہ فراڈ تھا امی وہ امریکہ چلا گیا ہے اپنی --- اپنی بیوی کے ساتھ۔" وہ ان کی بگڑتی حالت کے پیش نظر نا چاہتے ہوئے بھی بتا گئی۔

"اوہ مائی گاڈ۔" سب ہکا بکا رہ گئے۔ کسی کو یقین نہیں آیا اس کی بات پر۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟" آپی بدقت تمام بولیں۔

"فون آیا تھا ابھی وہ خود امی --- امی سنبھالیں خود کو۔" وہ بمشکل ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے ان کی ایک طرف ڈھلکتی گردن دیکھ کر چلا اٹھی۔

"ذکی --- ذکی --- معیز۔" موی اور وردہ سرپٹ باہر بھاگی تھیں جبکہ ماں کے ساتھ وہ خود بھی ہوش و حواس سے بیگانی ہو گئی۔

"آنٹی فکر کی کوئی بات نہیں اب آپ بس شام تک گھر چلیں۔"

دوسرے روز انہیں ہوش آیا تو وہ گم صم تھیں ذکی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دبایا تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"میری بچی --- سیمی --- وہ کہاں؟"

"اٹس اوکے ناؤ خالہ پلیز آپ ریلیکس رہیں۔" معیز بہت اپنائیت سے بولا۔

"میں نے رخسانہ سے بات کر لی ہے وہ رومیل کے لیے راضی ہے اسی ڈیٹ پر سمیعہ رومیل کے ساتھ رخصت ہو جائے گی اب یہ بستر چھوڑ دو۔" ظہیر احمد اخبار پر سے نظریں ہٹائے بغیر سپاٹ سے لہجے میں بولے تو وہ تڑپ کر رہ گئیں۔

"کبھی تو آپ کاروبار سے ہٹ کر کسی کے جذبات کا احساس کر لیا کریں۔ پہلے اس سے پوچھے بغیر صرف اپنے کاروباری مفاد میں اسے جھونک دیا۔ نہ لڑکے کی ذات دیکھی نہ کردار پرکھا۔ نہ آگا دیکھا نہ پیچھا اور بیٹی دینے کو تیار ہو گئے بدلے میں کیا ملا؟ کالک تھوپ کر چلا گیا وہ۔ میں نے کتنا کہا آپ سے کم از کم اس کی بیک گراؤنڈ کا پتا تو کروائیں مگر آپ کو اس کے شیئرز کی تعداد میں

زیادہ دلچسپی تھی اور تب ---- تب بھی تو آپ کا بھانجا موجود تھا۔ رخسانہ کتنے مان سے آئی تھی اور آپ نے اسے نامراد لوٹا دیا اب جب خود پر پڑی ہے تو وہی بہن۔"

وہ پھٹ پڑیں۔ ظہیر احمد ہونٹ بھینچے انہیں دیکھ رہے تھے جو ان بیس برسوں میں کبھی نہیں بولی تھیں۔ان کے ڈکٹیٹرانہ انداز و احکامات کی ہمیشہ پیروی کی تھی۔ آج اپنی بیٹی کی خاطر ہر نفع و نقصان سے بے پرواہ ہو کر الٹ پڑی تھیں۔ معیز اور زکی تو حالات کی نوعیت دیکھ کر پہلے ہی باہر چلے گئے تھے۔

"بکواس بند کرو بیوقوف عورت۔" وہ دانت پیس کر دبی آواز میں بولے۔

"شکر کرو کہ رخسانہ مان گئی ہے ورنہ بیٹھی رہتی تمہاری بیٹی تمہارے در پر ہمیشہ کے لیے۔" غصے میں ہمیشہ وہ باپ سے صرف شوہر رہ جاتے تھے اور یہ بات انہیں ہمیشہ دکھ دیتی تھی۔ یہ ٹھیک تھا کہ وہ انھیں اولاد نرینہ جیسی خوشی نہیں دے پائی تھیں مگر سمیطہ کی پیدائش پر وہ نہ تو خاص خوش ہوئے اور نہ ہی افسردہ۔ بس اولاد ہونی چاہیے سو وہ تھی اینڈ دیٹس آل۔

لیکن اس کے بعد انہوں نے مستقل انہیں بیوقوف عورت کے خطاب سے نوازنا شروع کر دیا۔ اور وہ کبھی بھی پوچھ نہ پائیں کہ درحقیقت یہ کس کی بیوقوفی ہے؟ سمیطہ سے اگر وہ والہانہ محبت نہیں کرتے تھے تو نفرت بھی نہ تھی مگر وہ اس سے صرف اتنا ہی تعلق رکھے ہوئے تھے کہ وہ ان کی بیٹی تھی اور ان کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتی تھی۔

"بہت ہو گیا ظہیر صاحب اب خدا کے لیے بیٹی کی مرضی ضرور پوچھ لیجئے گا۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولیں تو وہ تنگ آ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"وہ تمہاری طرح بیوقوف نہیں ہے اور تم بھی یہ ڈرامے بازی بند کرو کل نکاح ہے اس کا۔" وہ گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ وہ بازو آنکھوں پر رکھ کر لیٹ گئیں۔ دل تھا کہ صدمے سے سنبھل نہیں پا رہا تھا۔ سمعان علی۔ خدا ایک حد تک رسی دراز کرتا ہے میری دعا ہے کہ خدا کبھی تمہیں اولاد کا سکھ نہ دکھائے۔

سمیطہ کو ایسی چپ لگی تھی کہ وہ کچھ بولنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتی۔ مومی کا تو رو رو کر برا حال تھا۔ وہ متواتر سمعان کو بددعائیں دے رہی تھی۔

"مومی اب بس بھی کرو۔" وردہ اس کی لگاتار سوں سوں کرتی ناک سے تنگ آ کر بولی۔

"شکر کرو رومی جیسا بہنوئی مل رہا ہے ہمیں۔ مجھے تو اس امریکی کی دیکھنی بہت بری لگتی تھی۔" وہ کمبل تہہ کرتے ہوئے اطمینان سے بولی۔

"تو میں کیا اس کے لیے رو رہی ہوں؟ مجھے تو یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ اس نے سیمی کی قدر نہیں کی۔ لوگ تو طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں سب لڑکی کا قصور ڈھونڈنے کی تاک میں ہوتے ہیں۔" وہ تنک کر بولی تو وردہ دھپ سے اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"تم لڑکیوں کو بے قصور سمجھتی ہو بس اتنا ہی کافی ہے اب تم یہ رونا دھونا بند کرو خوامخواہ اسے بھی پریشان کر رہی ہو۔ آنٹی ہاسپٹل سے آ کر کمرے میں مقید ہیں۔ سیمطہ چپ چاپ پڑی ہے اور تمہاری راگنی ہی بند نہیں ہو رہی۔ شکر کرو اس شخص کی قلعی پہلے ہی کھل گئی ورنہ یہ مونیکا صاحبہ نہ آتیں تو غضب ہو جاتا۔ رونا تو اس صورت میں پڑتا۔" وہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کر رہی تھی مومی کے آنسو فوراً رک گئے۔

"ہاہ ---- اس بات پر میں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔" وہ سادگی سے بولی۔

"بالکل اگر تم تھوڑا سا غور کر لیا کرو تو خاصی بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔" وہ ہنسی۔ پھر اس نے اسے اشارہ کیا کہ سمیطہ کو بھی بولنے پر مجبور کیا

جائے۔

"اور یہ محترمہ تو ابھی سے رومیل حسن کے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہیں۔" مومی فوراً اس کے سر ہو گئی تو وہ سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھنے لگی۔ دکھ کی تیز لہر اس کے اندر سرایت کر گئی۔ وردہ اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھی۔

"سیمی اب بھول جاؤ جھٹک دو یہ سب اپنے دماغ سے۔ سوچو کہ سمعان علی نام کا بندہ کبھی تمہاری زندگی میں آیا ہی نہیں۔ اب تم بس رومی کو سوچو۔ کتنا اچھا ہے وہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمہارا بہت اچھا دوست بھی ہے۔"

اس کا دل جیسے دھیرے دھیرے پگھل کر گرم سیال کی صورت میں آنکھوں سے بہہ نکلا اس نے دھیرے سے نفی میں سرہلایا۔

"اب نہیں ویدہ --- دوستی کا رشتہ تو اس نے تبھی ختم کر دیا تھا جب ابو نے اسے مایوس کر دیا تھا۔ وہ میرا بچپن کا دوست ہے کزن ہے اسے میں نے کبھی اتنا جذباتی اور ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا جتنا اس روز وہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور تب میں نے اسے ٹھکرا دیا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ میرے لیے کیسے جذبات رکھتا ہے۔" وہ بھیگے لہجے میں بولی ذہنی حالت اس قدر پراگندہ ہو رہی تھی کہ آگے صرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔

"اگر سمعان علی درمیان میں نہ آتا تو تمہاری پہلی چوائس رومیل حسن ہی تھا اور یہ بات ہم سے اچھی طرح اور کوئی نہیں جانتا۔" مومی مضبوط لہجے میں بولی۔

"ویدہ --- وہ مجھے استہزائیہ نظروں سے تو وہ دیکھے گا۔ اور بھابھی --- وہ کیا ہمیشہ کی طرح طنزوں کے تیر چلاتی رہیں گی۔ پھپھو کی محبت کا دریا ہلکا تو نہیں پڑ گیا ہو گا۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ویدہ۔" وہ اس کے شانے سے لگ کر سسک اٹھی۔ تو اس نے نرمی سے اسے باہنوں میں سمیٹ لیا۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اور پہلے بھی تم نے صرف اپنے ابو اور ان بھابھی صاحبہ کی وجہ سے رومی کا دل توڑ دیا تھا تم یہ سب اسے بتا دینا۔" اس نے ملائمت سے اس کے بالوں کو سہلایا۔

"تم نہیں جانتی زندگی کتنی مشکل کر دی ہے اس شخص نے میرے لیے میں جو کبھی کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتی تھی کل امی کے پاس ہاسپٹل میں آئے کسی بھی شخص سے نظریں ملا کر بات نہیں کر سکی۔" وہ رو پڑی وردہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے مرد اور کسی دوسرے عورت کے پیچھے اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو بھی صرف بیوی ہی کو قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر کوئی کسی لڑکی سے زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے تو زمین اس کے لیے نہیں بلکہ اس مظلوم لڑکی کے لیے تنگ کر دی جاتی ہے اسے راندہ درگاہ بنایا جاتا ہے۔ اس پر طنز کے تیر برسائے جاتے ہیں خود اس کے گھر والے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اگر جہیز کی کمی کسی کی بارات کے لوٹنے کا باعث بنے تب بھی لڑکی کا عیب ہی ڈھونڈا جاتا ہے کوئی بھی یہ نہیں سوچتا کہ اس لڑکی کے کیا احساسات ہیں۔ اس کے پندار کو کس کس طرح سے ٹھیس لگائی گئی ہے۔ وہ جیتے جی مر جاتی ہے تو اسے اس کی سزا سمجھا جاتا ہے اور اس تمام کھیل میں مرد فاتح رہتا ہے اسے دنیا کی کوئی بھی عدالت کٹہرے میں کھڑا نہیں کرتی۔ زمین عورت کے لیے تنگ کر دی جاتی ہے اور اسی زمین پر مرد نجانے کتنے مزید قلعے فتح کرتا ہے۔" یہ سب کہتے ہوئے وہ رونے لگی۔

اور اس نے کس قدر صحیح سوچا تھا۔ وہ مصلوب ٹھہرائی گئی تھی۔ سفینہ بھابھی کو تو وہ یوں بھی رومیل کی پسند ہونے کے باعث اچھی نہیں لگتی تھی۔ اور پھپھو بیشک اس کو چاہتی تھیں مگر بھائی کے رویئے نے اس چاہت کو بہت حد تک دبا دیا

تھا۔ اور اس کا اندازہ اسے تبھی ہو گیا جب اسے رومیل کے کمرے میں بٹھانے کے بعد کوئی بھی وہاں نہیں آیا۔ پھپھو بھی نہیں۔ اسے اس بے قدری سے رونا آ رہا تھا کہ وہ رو بھی پڑی۔ یہ اس کی بدقسمتی ہی تھی کہ ماں کے زبردستی بھیجنے پر رومیل اندر داخل ہوا تو وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ وہ تو پہلے یہ زہر خند ہو رہا تھا اس منظر نے تو اندر تک تباہی مچا دی خود پر قابو پانے میں اسے کس قدر دشواری پیش آئی یہ وہی جانتا تھا۔ وہ پلٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم پھر سے باہر کیسے؟" بھابی سنی کے لیے فیڈر بنا رہی تھیں اس کچن کے دروازے میں ایستادہ دیکھ کر حیران ہوئیں۔

"وہ ---- میں آپ کے کمرے میں جا رہا ہوں آپ چاہیں تو میرے کمرے میں چلی جائیں۔" وہ چہرے پر سرخی لیے بول کہہ رکا نہیں وہ حیران ہوئیں کہ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ پھر جلدی سے فیڈر بند کرتی اس کے پیچھے لپکیں۔ دل میں خوشی کل لہر سی اٹھی تھی۔

"رومیل پاگل ہوگئے ہو گیا؟" وہ مصنوعی غصے سے بولیں وہ جوتوں کے تسمے کھولتا ٹھٹک گیا۔

"پاگل کر دیا گیا ہے مجھے۔" وہ تلخی آمیز غصے سے بولا۔ ان کے دل میں تجسس پیدا ہو رہا تھا کہ اس کے پیچھے پاگل ہونے والا اسے پا کر بھی پاگل کیوں ہے؟

"بھابی پلیز نو مور کوئچن اگر مہمان گھر میں نہ ہوتے تو کسی بھی کمرے میں سو جاتا۔ آپ کی مہربانی ہوگی جو اتنی سی تکلیف برداشت کر لیں گی تو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ تو وہ شانے اچکا کر آگے بڑھیں اور سنی کو اٹھا کر شانے پر ڈالا اس کا بستر گھسیٹا پھر جاتے ہوئے مڑ کر بولیں۔

"صبح امی کے سامنے مجھے پیش نہ کرنا۔ میں تو تمہاری وجہ سے اس ناپسندیدہ کام کو کر رہی ہوں۔"

"گڈ نائٹ۔" وہ بے زار کن انداز میں بولا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ وہ دل ہی دل میں ہنستی ہوئی اس کے کمرے کی طرف بڑھیں۔ وہ اندر داخل ہوئیں کھٹاک سے دروازہ بند کیا تو اس کا دل اندر ہی اندر کانپ کر رہ گیا وہ یونہی گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی رہی۔ انہوں نے سنی کو بستر پر لٹا دیا۔

"چچ چچ ---- کتنا تھک گئی ہوگی نا مگر یہاں کسے پرواہ ہے جس کو آنا تھا وہ آنا ہی نہیں چاہ رہا۔" وہ بظاہر افسردگی سے بولیں مگر ہنسی ایک ایک لفظ سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی وہ اس آواز کی منتظر تو نہیں تھی۔

"کتنا افسوس ہو رہا ہے مجھے ایک کو تم چاہتی تھیں وہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ گیا اور جو تمہیں چاہتا تھا اس کی تم نے قدر ہی نہیں کی سو اب وہ سود سمیت لوٹا رہا ہے۔" وہ سفید پڑتی رنگت سمیت ان کی باتیں سن رہی تھی جو اسے الجھا رہی تھیں۔

"بے کار ہی تمہارے والد صاحب نے تردد کیا۔ ویسے زندگی خراب ہو رہی تھی تو اور بات تھی۔ اب یوں تو۔" وہ بڑی مکارانہ ہمدردی جتا رہی تھیں۔ وہ ایک ٹک انہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ بستر پر لیٹ گئیں اور فیڈر سوئے ہوئے سنی کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"معاف کرنا یہاں ہونا تو رومیل کو چاہیے تھا مگر وہ تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا اس لیے وہ میرے کمرے میں سو رہا ہے مجھے اس نے زبردستی بھیجا ہے اور یہ شکل والی بات میں اپنے پاس سے نہیں کہہ رہی یہ تو تم اس کے طرز عمل سے سمجھ گئی ہوگی۔" وہ بڑے آرام سے بولیں اور مزے سے اس کا کمبل اٹھا کر اوڑھ لیا اور وہ ---- وہ کن عذابوں میں گھر گئی تھی یہ کوئی اس کے دل سے پوچھتا جو ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا۔ میں نے کہا تھا نہ ویدہ کہ میں قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی مصلوب کی جاؤں گی۔ اس نے جلتی آنکھوں کو بند

کر لیا۔ اس وقت بس یہی جی چاہ رہا تھا کہ کاش موت آ جائے۔ صبح وہ بھالی سے نظریں کیسے چار کر پائے گی۔ کس قدر بے وقعت کر دیا تھا رومیل نے اسے۔ اب ساری عمر یونہی گزرے گی سر جھکائے طعنے تشنے سنتے۔ خدا کرے سمعان علی تم کبھی سکھ نہ پاؤ۔ جتنا میں تڑپوں اتنی ہی تڑپ خدا تمہیں بھی عطا کرے۔ وہ بے آواز رو دی کہ اس کے علاوہ اس کے پاس رہ ہی کیا گیا تھا۔

صبح صبح گھر میں ناشگوار سا شور مچ گیا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ نتھ، ٹیکا، جھمکے سب الجھے ہوئے تھے حتیٰ کہ اس نے بیوٹیشنز کا سیٹ کیا ہوا دوپٹہ بھی نہیں اتارا تھا۔ اس عروسی روپ نے ہی اسے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا تھا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی کمرے کی طرف آ رہا ہے اس وقت کمرے میں بھالی موجود نہیں تھیں۔ سنی بے خبر سو رہا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھی اور لڑکھڑاتی ہوئی الماری کی طرف بڑھی ساتھ ساتھ وہ نتھ کی چٹکی کھول رہی تھی ٹیکا مٹھی میں دبوچا۔ الماری کھول کر جو سوٹ ہاتھ لگا کھینچ کر ننگے پاؤں ہی باتھ روم میں گھس گئی۔ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے زیور اتارا بمشکل دوپٹہ کھولا اور اس کے بعد مشکل ترین مرحلہ بالوں کو کھولنے کا تھا آنکھوں کے آگے پانی کی چادر اتنی دبیز تھی کہ اسے اپنی شکل آئینے میں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ اتنا نہائی نہیں جتنا روئی تھی۔ اگر باتھ روم کا دروازہ دھڑ دھڑانے کے ساتھ موی کی شریر آواز سنائی نہیں دیتی تو جانے وہ اور کتنا روتی اس نے تولئے سے آنکھوں کو تھپتھپایا جو خون رنگ ہو رہی ہیں۔ دل ہی دل میں خدا سے ہمت مانگی اور آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

"اوئے ہوئے۔" اس نے فوراً ہی اسے باہوں میں بھر لیا اس کے پیچھے ہی وردہ، اریبہ اور کرن تھیں اس نے بدقت تمام آنسوؤں کی جھلملاہٹ میں انہیں دیکھا۔

اس سے ملنے کے بعد اب وہ فرصت سے اس کا جائزہ لے رہی تھیں اریبہ نے اسے گدگدایا تو وہ چھلک پڑی۔ اس قدر بری طرح روئی کہ کہ وہ بوکھلا گئیں۔

"میں رومی بھائی کو بلاؤں؟" کرن اٹھی تو اس نے بہ سرعت اس کی کلائی پکڑ کر کھینچ لیا۔ اور فوراً آنسو پونچھ لیے۔

"یہ رونا کس لیے تھا؟" موی کڑے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

(اب کیا کیا بتاؤں کہ یہ رونا کس کس بات کے لیے تھا)

"تم لوگ مجھے اتنی یاد آئیں کہ۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی جواباً ان کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

"یہ منہ دیکھے کی باتیں ہیں سب کل سے تو تم خود کو بھولی ہوئی ہو گی کم از کم جھوٹ وہ بولو جس پر اعتبار کرنے کو جی چاہے۔" وردہ نے لطیف سا طنز کیا۔

موی نے اس کی سرخ آنکھوں کے سوجے ہوئے پپوٹوں کو باری باری انگلیوں سے چھوا۔ پھر لب دبا کر شرارت سے ہنسی۔

"جلدی سے اس کے بال ڈرائی کرو پھر چل کر ناشتہ کریں ہم سب۔" اریبہ نے کرن کو ٹھوکا دیا تو کرن نے اسے اسٹول پر بٹھا دیا اور ڈرائر کا سوئچ لگانے لگی۔

"اور وہ منہ دکھائی کہاں ہے تمہاری؟" وردہ کو اچانک یاد آیا تو اس کا دل بہت زور سے دھڑک گیا۔

"یہ رہی۔" اریبہ کی آواز پر اس نے بے تحاشا چونک کر دیکھا وہ سوئے ہوئے سنی کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اسے بھالی جانے کب یہاں سلا گئیں۔" وہ شانے اچکا کر شیشے کی طرف مڑ گئی۔

"اچھا منہ دکھائی کہاں ہے؟" وردہ بے صبری سے بولی تو اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔
"یہیں کہیں ہوگی۔ کنگن دیئے تھے انہوں نے۔"
"اف یہ اپنے سے عزیز لوگوں سے جھوٹ بولنا کس قدر مشکل ہوتا ہے ان کی سادہ سی بات بھی کرید لگتی ہے اور پیار سے دیکھتی آنکھیں اندر تک اترتی محسوس ہوتی ہیں۔"
"اوہ --- انہوں نے --- یہ ایک رات میں کیا ماجرا ہو گیا کہ جنگل کا جنگل ہی ہرا ہو گیا --- انہوں نے۔" کرن نے اس کا ریکارڈ لگا دیا۔ تو وہ بہت تکلیف سے مسکرا دی۔ دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
"سیمی آر یو رائٹ؟" مومی بہت غور سے اس کے زرد چہرے اور پپڑی زدہ ہونٹوں کو دیکھ کہی تھی تشویش سے بولی تو وہ مزید چھپا نہیں سکی اسے یوں لگا جیسے اس کی اندر کی سانس اندر ہی رک گئی ہو۔
"پانی۔" اس نے سر نفی میں ہلا کر بمشکل ایک لفظ بولا اور سہارے کے لیے دونوں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیئے اسے ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے میں لمحہ بھر بھی نہیں لگا تھا وہ سب چیخ کر اس کی طرف بڑھیں جبکہ کرن بمشکل اسے سنبھال رہی تھی۔
"رومی ---- رومی بھائی کو بلاؤ۔" کرن چیخی حالانکہ اریبہ نے سب سے پہلے یہی کام کیا تھا۔ ذکی اور معیز بھی رومیل کے ساتھ اوپر آئے تھے۔
"ہٹو یہاں سے۔" معیز نے سمیعہ سے لپٹ کر آنسو بہاتی مومی کو ڈپٹا اور فوراً سمیعہ کی پلس چیک کرنے لگا وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی کرن کی گود میں بکھری ہوئی تھی۔ اریبہ سنی کو اس کی ماما کے پاس چھوڑنے چلی گئی۔
"ہلکا سا ٹمپریچر ہے اور ویک نیس تم لوگ ہلکان مت ہو۔" اس نے پیشہ ورانہ انداز میں تسلی دی اور اسے پانی پلانے اور منہ پر چھینٹے مارنے کو کہا۔
"رومیل یار کم از کم اسے بستر پر تو لٹادو کم آن ہری اپ۔" اس نے خاموش کھڑے رومیل کو شاندار آفر کی تو وہ بوکھلا گیا۔ مگر صورتحال ایسی تھی کہ ناچار اسے اٹھا کر بستر پر لٹانا پڑا۔ وردہ نے اسے کمبل اوڑھا دیا۔
"رومی بھائی آپ کسی اچھے سے ڈاکٹر کو بلائیں۔" مومی رندھی ہوئی آواز میں بولی تو معیز کے تاثرات دیکھ کر ذکی کی ہنسی چھوٹ گئی۔
"اس سے اچھا تمہیں کوئی ڈاکٹر نہیں مل سکتا۔" وہ اپنی شکل پر ہاتھ پھیر کر غصے سے بولا تو وہ جھینپ کر رہ گئی۔
"شی ول بی آل رائٹ۔" معیز نے اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر رومیل کو تسلی دی جو ان کی دانست میں اس کی وجہ سے پریشان تھا۔
"کیا ہو گیا سیمی کو؟" پھپھو پریشان سی چلی آئیں۔
"کچھ نہیں آنٹی ذرا سا چکر آ گیا تھا اور بس --- اب بالکل فائن ہے۔" معیز نے اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر انہیں بھرپور تسلی دی۔
وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنے لگیں۔
"تمہاری تو بڑی دہشت ہے یار۔" ذکی نے رومیل کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ صبح سے وہ لوگ اس کو چھیڑ رہے تھے۔
"ویدہ جاؤ اس کے لیے گرم دودھ کا گلاس لے کر آؤ۔ بلکہ ناشتہ یہیں لے آؤ اب نیچے جانے کی ہمت نہیں رہی۔" ذکی نے وردہ کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو کرن اور اریبہ بھی بھابی کی مدد کے خیال سے نیچے چل پڑیں۔
"تم لوگ نیچے جا کر ناشتہ کرو۔" مومی نے رعب سے کہا۔

"یہ اپنی موول ہی ہے نا؟" رومیل نے مصنوعی حیرت سے پلکیں جھپکیں۔

"یہ شروع سے ہی اتنی بے رخی برتتی ہے یا اب دماغ خراب ہوا ہے اس کا؟" ذکی ہنسا تو وہ تلملا کر سیمی کے پاس جا بیٹھی۔

"سیمی اب ٹھیک ہو نا؟" وہ اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے بولی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اس نے ہلکی سی "ہوں" کی تو اس کی تسلی ہو گئی۔

"یہ فوراً اسے پلا دو۔" کرن دودھ کا گلاس لے آئی تھی۔ جو موی نے اس کی سخت ناپسندیدگی کے باوجود اسے پلا دیا۔

"بھئی ہمارا یار پسند نہیں تھا تو زبان سے کہہ دیتیں یوں ڈرنے کا عملی مظاہرہ پیش کرنا کیا ضروری تھا؟" معیز نے رومیل کے شانے پر بازو دراز کر کے شرارت سے کہا تو اس کی نظر بے ساختہ رومیل کی نظر سے جا ٹکرائی۔ کتنی سرد مہری تھی وہاں۔ شرمندگی اور ذلت کی تیز لہر اس کو شرابور کرتی چلی گی۔ وہ کتنے آرام سے کھڑا تھا۔ اسے لکھ سے ککھ بنانے کے بعد۔ اس نے فوراً آنکھیں بند کر لیں پھپھو اس کی حرکت کو شرم پر محمول کرتے ہوئے معیز کو گھرکنے لگیں۔

"تم لوگ اسے تنگ مت کرو۔"

"ہاں پہلے ہی بے چاری پریشان ہے کیا چیز پلے پڑ گئی۔" ذکی ناک کھجانے کے بہانے بڑبڑایا تو رومیل نے بنا تکلف کے شاندار سا مکا اس کے شانے پر رسید کر دیا۔

"میرا خیال ہے آنٹی سیمی اور رومی کا ناشتہ یہاں بھیج کر ہم سب نیچے ہی ناشتہ کرتے ہیں۔" معیز نے رومیل کی بے چینی کو غلط انداز میں لیا تھا وہ اپنی طرف سے اسے نواز رہا تھا۔ رومی کراہ کر رہ گیا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلا کر اٹھ گئیں سمیعہ کی تو جان پر بن گئی۔

"موی۔" اس نے فوراً موی کو روکا۔ تو اس کا دل پسیج گیا۔

"موی --- ادھر آؤ۔" معیز نے اسے ایک طرف بلایا تو وہ ہچکچاتی ہوئی چلی آئی۔

"تم بھی نیچے چلو وہ بہت ٹینس ہے تھوڑی دیر اسکے ساتھ بات کرے گی تو شاید ٹینشن ریلیف ہو جائے اس لیے رومی ہی کافی ہے اس کے لیے۔" جانے وہ سمجھا رہا تھا' چھیڑ رہا تھا یا ڈانٹ رہا تھا۔ اس کا انداز گفتگو موی کو بوکھلا دینے کے لیے کافی تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے سرسی ہو گئیں۔

"بدتمیز' فضول شخص اتنا کہہ دینا کیا کافی نہیں تھا کہ نیچے دفعان ہو جاؤ۔" وہ کڑھ کر رہ گئی اور پھر سیمی کے ہزار روکنے پر بھی وہ نہیں رکی اس کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر معیز کو ہنسی آرہی تھی۔ اریبہ اور وردہ ان دونوں کا ناشتہ لے آئیں۔

"رومی وہ شدید ٹینشن کا شکار ہے۔ سمجھ رہا ہے نا میری بات۔ تیرا رویہ اس کے لیے بہترین میڈیسن ہے۔" معیز دھیرے دھیرے سے سمجھا رہا تھا پھر آخر میں اس کا لہجہ بے حد شریر ہو گیا۔

"تھوڑی سی نرمی' تھوڑا سا پیار اور ٹینشن گو وینٹ گون۔" وہ جو لب بھینچے اس کی ہدایات سن رہا تھا اور اندر ہی اندر اس کی ٹینشن کے راز کو پا رہا تھا اسے گھورنے لگا۔ وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے سب کے ساتھ باہر نکل گیا۔ وہ بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے ساکت بیٹھی تھی۔ ناشتے کی ٹرے اس کے سامنے سجی تھی۔ وہ پلیٹ میں اپنا ناشتہ نکال کر صوفے پر آ بیٹھا اور یوں کھانے میں مصروف ہوا جیسے اس کی موجودگی سے ناواقف ہو۔

اس بے وقعتی کی رات کی بے توقیری کے سامنے کوئی ویلیو ہی نہیں تھی سو وہ چپ چاپ بیٹھی اپنے ہاتھوں کے ناخنوں کو گھورتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ ناشتہ کر کے فارغ ہو گیا اور وہ یونہی بیٹھی تھی۔ وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ تم سے بات کرنے

میں مجھے اپنی توہین محسوس ہوتی ہے یہ جو تم یہاں بیٹھی ہو تو یہ صرف میرا احسان ہے ظہیر احمد پر تم پر، کیونکہ میں تم لوگوں کی طرح چھوٹے ظرف کا نہیں کہ جو مشکل وقت میں نظریں چرا لیتا۔ سمیطہ ظہیر تمہیں تو میں نے اپنے دل کے اندر مار کر بہت گہرائیوں میں دفن کر دیا ہے اب تم مجھ سے کوئی توقع مت رکھنا۔ یہ میرا تم لوگوں پر احسان ہے اگر تمہاری ماں کی حالت میرے سامنے نہ ہوتی تو میں اپنی ماں کی بات کبھی نہ مانتا یہ تم اپنے دل پر لکھ لو اور انتظار کرو سمعان علی کا جسے تم چاہتی ہو اس کے لوٹ آنے کا انتظار کرو۔"

"رومیل پلیز۔" وہ ضبط کرتے کرتے بھی بول اٹھی۔

"میں نے کبھی سمعان علی کو نہیں چاہا تھا وہ صرف ابو کی ضد تھا اور بس۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی صفائی پیش کر گئی۔

"او شٹ اپ۔" وہ بے زار کن انداز میں بولا۔

"شکر کرو کہ رات میں نے تمہیں اس کی یاد میں روتے دیکھ کر قتل نہیں کر ڈالا۔" وہ اس قدر سفاکی سے بولا کہ اس کے بدن میں پھریری سی دوڑ اٹھی۔

"میں کسی کے لیے نہیں رو رہی تھی۔" وہ چیخی۔

"چھپاؤ تو تم اس سے جسے علم نہ ہو تم خود میرے سامنے اقرار کر چکی ہو اسے چاہنے کا۔" وہ سختی سے بولا۔

"بکواس تھی وہ سب اور پھر تم ہی تھے نا وہ جو مجھے اس اقرار کے باوجود اپنا ہو جانے کو کہہ رہے تھے کہ اس کی ہو جاؤ جو تمہیں چاہتا ہو۔" وہ تڑپ اٹھی اور استہزائیہ لہجے میں بولی۔

"میں تب تمہیں چاہتا تھا۔ اب نہیں اور اب تو مجھے یہ خیال ہی سکون کا سانس نہیں لینے دیتا کہ میرے حصے میں ٹھکرائی ہوئی چیز آئی ہے۔ میرے خدا کس طرح مجھے استعمال کیا گیا ہے۔ میرے جذبات کا کوئی خیال نہیں کیا گیا تھا۔ مگر جب ضرورت پڑی تو مجھ کو مہرہ بنا لیا۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر جیسے بہت تکلیف ضبط کر رہا تھا۔

"یہ سب غلط ہے آپ کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتے اصل بات صرف یہ ہے۔" وہ چڑ کر بولی۔

"جو مجھے سمجھنا چاہیے تھا وہ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔" وہ دانت پیس کر بولا۔ اسے اپنانے کے بعد اسے اپنا وجود کس قدر حقیر لگنے لگا تھا یہ کوئی اس کے دل سے پوچھتا۔ لوگوں میں تو اس کی واہ واہ ہوگی تھی مگر دل کی عدالت میں وہ بری نہیں ہو پا رہا تھا۔ ضمیر ملامت کرتا کہ یہ کیا کر بیٹھے ہو۔ کہاں گئی وہ انا؟ کیوں اتنا ارزاں کر لیا خود کو کہ پہلے جس نے پتھر سمجھ کر ٹھوکر ماری پھر اسی نے پارس ہونے سمجھ کر اٹھا لیا۔ اس کے دل و دماغ میں ہر وقت ایک ہی بات گردش کرتی رہتی تھی میں مجبوری کا سودا ہوں نا سمعان علی بھاگتا نہ تو نہ سمیطہ مجھے کبھی قبول کرتی اور ظہیر احمد تو جانے سب کے سامنے اسے بھانجا کیسے تسلیم کرتے تھے۔ البتہ ممانی کے بے ریا پیار کو اس نے ہمیشہ دل سے محسوس کیا تھا۔

"کیا ہم آ سکتے ہیں اندر؟" معیز دروازہ کھول کر بولا تو وہ فوراً سنبھل گیا۔ گہری سانس لے کر اندر کے غبار کو کم کرتے ہوئے وہ بہت خوشدلی سے بولا تھا۔

"میرے نہ کہنے پر بھی تم آ جاؤ گے اس لیے بہتر ہے کہ آ جاؤ۔" وہ فوراً اندر چلا آیا باقی پلٹن اس کے ہمراہ نہیں تھی۔

"کچھ طبیعت فریش ہوئی یا ابھی بھی ویسی ہی ہے۔" معیز بڑی شوخی سے سمیطہ کی طرف جھکا جو انڈے کے پیسرز کرتی اپنے آپ کو بہت بڑی پوز کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہوں میں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو وہ بھنویں اچکا کر رومی کو دیکھنے لگا۔ اس نے بے

نیازی سے شانے اچکا دیئے۔
"ہو سکتا ہے امریکہ یاد آ رہا ہو۔" اس نے بظاہر شرارت سے کہا مگر اس کے جملے کی کاٹ کو صرف وہی محسوس کر سکتی تھی۔
"او لالہ میں بھی کہوں کچھ گڑ بڑ ہے۔" معیز بھی اس کی شوخی میں شریک ہونے کے لیے بڑی خوبصورت سی حیرت کے ساتھ بولا۔
"میں کسی کو یاد نہیں کر رہی کیوں بکواس کر رہے ہو تم لوگ۔" وہ اس قدر زور سے چیخی کہ وہ دونوں اسٹل سے ہوگئے وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ معیز گڑبڑا کر آگے بڑھا۔
"سیمی پلیز وہی آر جسٹ جوکنگ یار اور تمہارا ہیو مر تو بہت اچھا تھا یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ بہت رسان سے بولا۔
"پاگل ہو گئی ہوں میں نہیں دل کرتا تو نہ بات کرو مجھ سے یوں طعنے تو مت دو میں کیا کروں اگر وہ بھاگ گیا تو سب نے اسے میرے لیے جرم بنا کر رکھ دیا ہے۔" وہ پھٹ پڑی۔ وہ پاگل ہو رہی تھی۔
"ایک ٹیبلٹ دو نیند کی۔" معیز نے اطمینان سے کھڑے رومی سے سرگوشی کی تو اس نے خاموشی سے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے سلیپنگ پلز کی شیشی نکال کر تھما دی۔ جو کبھی وہ بھی استعمال کرتا رہا تھا۔ معیز نے زبردستی اسے دو گولیاں کھلا دیں۔ اور لٹایا۔
"اب ریسٹ کرو تم ٹینشن مت لو سیمی جو ہوا بے حد اچھا ہوا۔ تم دونوں کے حق میں۔ تم رومی کے ساتھ خوش ہو پھر سمعان علی کو تم نے خود پر مسلط کیوں کر لیا ہے؟ اس خبیث شخص کے پیچھے تم اپنی اور رومی کی زندگی تو برباد مت کرو۔ رومی بھی پریشان ہو رہا ہے۔"
وہ آہستہ سے اسے سمجھا رہا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور بند کونوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔
چند لمحوں بعد وہ نیند کی گہری وادی میں کھو گئی تھی۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔
"تیری کارکردگی بہت خراب ہے بچے۔" اس نے شرارت سے رومیل کو دیکھا تو وہ اپنے خیالات سے چونک کر اسے مصنوعی غصے سے دیکھتا دھکیل کر باہر لے آیا۔
"تیرے بھی دن تھوڑے ہیں دیکھ لوں گا تو کیا گل کھلاتا ہے۔" اس نے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے بدلہ چکایا۔
"ابے دیکھ لینا ہم گل نہیں گلشن کھلائیں گے۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تو اس کی بات پر رومیل کو بھی ہنسی آگئی۔
"اب کیسی ہے سیما؟" بھابی گود میں بیٹھے سنی کو تھپکتے ہوئے مسکرائیں۔ کم از کم رومیل کو تو ان کی مسکراہٹ معنی خیز ہی لگی۔
"سلیپنگ پلز دی ہیں ابھی سو رہی ہے وہ دراصل اس واقعہ کو اس نے بہت محسوس کیا ہے۔ بٹ ڈونٹ وری شی ول بی فائن سون۔"
"رومی بھائی آپ اس کا بہت خیال رکھیے گا۔" وہ سب اس سے بہت محبت کرتی تھیں۔ وردہ روہانسی ہو کر بولی۔
"نوٹ کیا رومی کل جب نیگ لینا تھا تو سبھی سالیاں بنی ہوئی تھیں اور آج صبح سے بھائی بھائی ہو رہی ہے۔ دھیان رکھنا کہیں باگ پکڑائی نہ مانگ لیں۔" معیز ماحول بدلنے کے لیے شرارتی ہوا تو وہ تنک کر بولی۔
"اتنی لالچی نہیں ہم۔"
"واقعی تم لوگ اتنی نہیں بہت لالچی ہو۔؟" رومیل سنجیدگی سے بولا اور مومی سے کپ میں چائے ڈالنے کو کہا۔ وردہ خفا ہو گئی۔
"لگتا ہے سیما نے سمعان علی کی اس حرکت کا کچھ زیادہ ہی اثر لیے لیا۔" بھابی ایک دم ہی بات

کو دوسری طرف لے گئیں لحظہ بھر کو سب خاموش ہوگئے۔

''اسی لیے کہتے ہیں منگیتروں سے لڑکیوں کو اس قدر اٹیچ نہیں ہونا چاہیے خوامخواہ بیچاریاں جانے کون کون سے خواب دیکھ لیتی ہیں توقعات وابستہ کرلیتی ہیں اور پھر چچ --- اب بیچاری سیما ہی کو دیکھ لو وہ کمبخت کیسے کیسے وعدے کرتا رہا ہوگا اس سے اور اب۔'' وہ منافقت سے ہمدردی جتا رہی تھیں۔ ان کے لہجے کی سکون آمیز چالاکی ان سب کو جلا کر راکھ کر گئی۔ رومی لب بھینچ کر رہ گیا۔

''ایسی کوئی بات نہیں بھابی۔'' معیز نے بات سنبھالنا چاہی۔

''تم کیا جانو وہ ایسے ہی تو اندر ہی اندر گھل نہیں رہی نا۔'' انہوں نے معیز کو بات ہی نہیں کرنے دی اور مزید ہمدردی جتائی۔

''وہ سمعان علی نہیں بلکہ اس کی اس نیچ حرکت کے غم میں گھل رہی ہے۔'' مومی تیزی سے بولی تو معیز نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھ کر آہستہ سے نفی میں سرہلایا۔

''میرے خیال میں اب ہم لوگ چلتے ہیں۔'' کرن بروقت اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ارے بیٹھو ناں ابھی سیمی اٹھے گی تو باتیں واتیں کرنا اس کے ساتھ۔'' پھپھو بھی چلی آئیں اور انہیں روکنے لگیں مگر وہ باری باری اس سے مل کر الوداعی پیار لینے لگیں۔

''کل ہم لینے آئیں گے سیمی اور رومی کو۔'' معیز نے بآواز بلند کی تو گہری سوچ میں ڈوبا رومیل چونک گیا۔

''وہ کیوں؟''

''وہ اس لیے کہ تمہارے گریڈ میں اضافہ ہوگیا ہے پہلے تمہیں کوئی نہیں پوچھتا تھا اب سب پوچھیں گے۔'' وہ طنزاً بولا تو رومیل ہنس دیا۔

''او جیلس۔''

''شٹ اپ اور کل ریڈی ہونا چاہیے تم دونوں کو۔'' وہ لڑکیوں کے پیچھے باہر نکل آئے۔ معیز مسلسل سیمی کو ڈسکس کر رہا تھا۔ رومیل کا چہرہ سپاٹ تھا۔

''مجھے سمجھ نہیں آتی سیمی کو ٹینشن کس بات کی ہے۔ تیرے سے شادی کے بعد تو کم از کم اسے مطمئن ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ سمعان علی سے اسے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ تجھے پتہ ہے نا اس کی نیچر کا؟ کوشش کرنا سب کی فضول باتوں سے بچانے کی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے بلاوجہ طنز کرنے کی ٹیز کرنے کی۔'' وہ بھابی کا نام لیے بغیر بولا۔ اسے رتی برابر شک تک نہیں ہوا تھا کہ ان لوگوں میں رومیل حسن جیسا سلجھا ہوا بندہ بھی شامل ہے۔

''جہاں تک میرا خیال ہے وہ سمعان علی کی حرکت کی وجہ سے عدم تحفظ کا شکار ہوگی ہے اور اس وقت یہ تحفظ اسے صرف اور صرف تمہاری محبت، تمہاری پیار بھری توجہ ہی دے سکتی ہے۔ بہت زیادہ سوچنے اور ٹینشن لینے سے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے۔ تم نے اس کی رنگت دیکھی اور پچھلے دو دن اس نے بالکل خاموشی سے گزارے ہیں بس تم خیال کرنا۔'' معیز کے سنجیدہ اور متفکر لہجے میں ایک ڈاکٹر ہی نہیں محبت کرنے والا بھائی بھی بول رہا تھا۔ رومیل کی پیشانی پر پسینہ چمک اٹھا۔

''ہنہہ --- نروس بریک ڈاؤن تو نہ سوچے اسے اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں تو اسے سوچنے کو نہیں کہتا۔ وہ خود ہی سمعان علی سے ہٹ کر کچھ سوچنا نہیں چاہتی۔'' ان کے جانے کے بعد وہ لان کی اسٹیپس پر بیٹھ گیا۔ اندر مچلنے والی ہلچل اور ہنگامہ گواہ تھا کہ مہمان بھی جاگ رہے ہیں۔ یہ سب رومیل کے دودھیالی رشتے دار تھے۔ وہ ان

سب کے خیال سے اٹھ کر اندر ہی چلا آیا جہاں اب مہمانوں کے لیے ناشتہ لگایا جا رہا تھا۔ وہ چچا جان سے گفتگو کرتے ہوئے ذہن و دل کو بہلانے لگا۔

اگلے دن وہ لوگ خود تو انہیں لینے نہیں آئے مگر ان کے فون پہ فون آ رہے تھے۔

"ذلیل انسان اب آ جا۔ اس سے زیادہ عزت ہم نہیں دے سکتے۔" معیز غرایا پھر وردہ کتنی گرم ہو رہی تھی۔ کتنا ٹھنڈا میٹھا طنز کیا تھا اس نے۔

"سیمی ڈیئر ہمارے ہاں بھی تمہیں ایک کمرہ میسر ہو گا اور تنہائی کے بے شمار مواقع فراہم کیے جائیں گے گھبراؤ مت اور آ جاؤ۔"

"روی بھائی اب بھی آپ لوگ نہیں آئے تو پھر ہم آ جائیں گے۔" موی نے دھمکی دی تھی جو رومیل کو خاصی خطرناک لگی۔

"اتوار کو آ رہے ہیں ہم۔" وہ بڑے سکون سے بولا کچھ سب کی ناراضگی کا خیال تھا۔

"بہت بہت شکریہ نوازش، مہربانی، کرم، عنایت ہے آپ کی۔" وہ خالصتاً طنزیہ لہجے میں بولی۔ وہ خاصا محظوظ ہوا اس کے انداز پر۔

"کوئی بات نہیں ہم نے کبھی غرور نہیں کیا۔ اب اتنا تو غریب عوام کا حق ہوتا ہے۔" وہ بے حد شرارت سے بولا۔ اسے یوں ہنستے کھلکھلاتے دیکھ کر سمیعہ کو پرانا رومیل یاد آ رہا تھا وہ اس سے بھی تو بہت بے تکلف تھا۔ اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ اتنا کیسے بدل سکتا ہے۔ اتنی انا اس میں کہاں سے آ گئی؟ ٹھکرائے جانے کا اتنا شدید احساس اس کے اندر کیوں سرایت کر گیا ہے۔

"شام کو تیار ہو جانا۔" وہ لاتعلق سے انداز میں کہہ کر باہر نکلنے لگا۔

"کیوں وہاں کیا ہے؟" وہ کوفت بھرے لہجے میں بولی۔ وہ ٹھٹک گیا۔

"یہاں بیٹھ کر سمعان علی کی یادوں میں رونے سے بہتر ہے کہ تم وہاں چلی جاؤ۔ وہ استہزائیہ انداز میں بولا اور باہر نکل گیا۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر گہری سانسیں لینے لگی۔ آنسو روکنے کے لیے اس نے تیزی سے پلکیں جھپکتے ہوئے سر جھٹکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھپھو اسے تیار ہونے کا کہہ گئیں تو وہ بادل ناخواستہ تیار ہو کر بیٹھ گئی۔ سب مہمان کمرے میں آ گئے تھے۔ وہ بہت خاموش بیٹھی تھی۔ وہ سب بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے۔ اس کا دل اکتانے لگا ویسے بھی۔

جیسا موڈ ہو ویسا منظر ہوتا ہے
موسم تو انسان کے اندر ہوتا ہے

"بھابی تو بہت چپ چاپ سی ہیں رومیل بھائی جیسی باتونی نہیں۔" رومیل کی چچازاد بولی تو سب اسی ٹاپک پر بولنے لگے وہ خود کو موضوع گفتگو پا کر پہلو بدل کر رہ گئی۔

"اچھا ہے نا ورنہ دونوں صرف بولتے سنتا کوئی بھی نہ۔" دوسرا فوراً بول اٹھا۔

"ویسے اتنی گمبھیر خاموشی آپ پر سوٹ نہیں کرتی۔" وہ سب اس کے دلکش چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔

"اچھا اب زیادہ تنگ مت کرو اسے پہلے ہی بیچاری صدمے کی گرفت میں ہے۔" بھابی اس کی ہمدردی میں بولیں تو وہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ یوں بھی وہ ان لوگوں میں سے تھیں جو کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتیں سوائے اپنے۔ سب مہمان واپسی کی تیاریوں میں تھے۔ ان کے جاتے ہی وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔

سب سے پہلے اس نے منہ دھویا اور کپڑے تبدیل کیے۔ ذہن بالکل سادہ ہو رہا تھا آگے بڑا سا سوالیہ نشان نظر آ رہا تھا کہ اب کیا ہو گا؟۔ رومیل اس قدر تنگ ذہن ہو گا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ کیسے وہ میری نظر سے چھپا رہا گیا۔ میں جو اسے چاہنے کا اسے سمجھنے کا دعویٰ کرتی تھی۔ کیسے

بھول ہو گئی مجھ سے۔ اس قدر انا پسندی' جانے کیا چاہتا ہے وہ؟ کیا ہو گا اس کا انتہائی قدم؟

وہ سوچ کر کانپ گئی۔ ابھی امی پہلے جھٹکے سے بمشکل سنبھلیں تھیں۔ کون کہتا ہے کہ آج کی عورت کو دکھ اور ظلم برداشت کرنے کی بجائے اپنے حق کے لیے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔ ظلم کرنے والے کا ہاتھ پکڑ لینا چاہیے۔ کتنی مجبوریاں اسے زنجیروں کی طرح جکڑے ہوتی ہیں۔ کبھی کنواری جوان بہنوں کا مستقبل' تو کبھی بچے' کبھی مرتی ہوئی ماں اور کبھی باپ' بھائیوں کے جھکے ہوئے سر اور کتنی ایسی لڑکیاں ہیں جو اسٹرونگ بیک گراؤنڈ رکھتی ہیں؟ جن کے باپ بھائی ان کی ذمہ داری اٹھا لیتے ہیں۔ تو جو کمزور اور نادار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں جن کے پاس ظالم سے چھٹکارہ پانے کے لیے دوسری چھت نہ ہو کیا ان کا حق کی آواز بلند کرنے پر کوئی حق نہیں؟ کتنی مجبور اور بے بس ہے عورت۔ وہ چاہے تو کیا نہیں کرنا چاہتی بلکہ کیا نہیں کر سکتی مگر اتنی زنجیریں اس کے قدموں سے لپٹی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ سوچ نہیں پاتی اور مرد کے لیے ان زنجیروں کو محسوس کرنے کے لیے وہ احساس ہی نہیں ہوتا جو وہ انہیں توڑنے کی سعی کرے۔

وہ اس قدر گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کہ کمرے میں داخل ہوتے رومیل کو اس نے قطعی نہیں دیکھا حالانکہ وہ آکر عین اس جگہ بیٹھا تھا جہاں وہ نگاہ جمائے کئے ہوئے تھی۔ اسے جلن سی ہونے لگی۔ وہ کون سا ایسا زور آور خیال ہے جس نے جسم و جان کا دنیا سے رابطہ ختم کر رکھا ہے۔ دوسرے ہی پل سمعان علی کا نام دماغ میں گونجا تو اس کی رگوں میں جیسے شرارے دوڑ اٹھے۔ وہ اٹھا اور مضبوط قدموں سے چلتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"یہ میرا گھر اور میرا بیڈ روم ہے۔ یہاں تم اس شخص کو بالکل بھی یاد نہیں کرو گی آئندہ میں تمہیں یوں اس کی یاد میں کھویا ہوا نہ دیکھوں۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بہت تلملا کر بول رہا تھا۔ وہ بری طرح چونکی تھی۔ لحظہ بھر اس نے خاموش رہ کر اس کی صورت دیکھی۔ پھر جیسے بہت تپ کر بولی۔

"وہ مجھے ہمیشہ یاد آتا رہے گا کیونکہ تم مجھے کبھی اسے بھلانے نہیں دو گے۔" وہ پھنکارتا ہوا اس کے پاس آیا تو وہ ڈر سی گئی۔

"بکواس مت کرو۔"

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے۔" وہ ڈرنے کے باوجود مضبوطی سے بولی تو وہ مٹھیاں بھینچ کر دانت پیسنے لگا۔

"یہ زبان تم اپنے باپ کے گھر ہی رکھ آؤ تو بہتر ہے تمہارے لیے۔"

"میں کوئی ان پڑھ اور گنوار لڑکی نہیں ہوں جو آپ مجھ سے اس طرح ٹریٹ کر رہے ہیں آپ کی بیوی ہوں میں۔" وہ کڑھ کر بولی وہ بے تکلفانہ انداز تو اب کھو گیا تھا۔ پرانے رشتوں پر بدگمانیوں کی اتنی دھول پڑ چکی تھی کہ ہٹانے سے سانس بند ہونے لگتا تھا۔

"ہاہ ---- بیوی۔" وہ اس کے جملے پر اس قدر ہنسا کہ وہ حیران رہ گئی۔

"تم اور میری بیوی ---- بھول جاؤ سمیعہ ظہیر احمد۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ تم ایک غیر شخص سے محبت کی پینگیں بڑھاؤ اور میں تمہاری پوجا کرتا رہوں گا۔ اس قدر بیوقوف تو میں نہیں ہوں۔" وہ اس کا تمسخر اڑانے لگا تو وہ سلگ کر رہ گئی۔

"ہنہ عقلمند بھی جتنے ہیں وہ بھی دکھائی دے رہا ہے۔"

"مجھے سمجھ نہیں آتی آپ نے خواہ مخواہ سمعان علی کو ایشو کیوں بنا لیا ہے؟" وہ بیچارگی سے بولی۔ اس کی ہر ممکن کوشش تھی کہ غلط فہمی دور ہو

جائے۔
"کیونکہ ہم دونوں کے بیچ وہ شخص موجود ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات تم نے تمہارے باپ نے میری انا کو مجروح کیا ہے۔ جب تک اس کی تسکین نہیں ہو جاتی مجھے چین نہیں ملے گا۔" وہ غصیلے لہجے میں بول رہا تھا۔
"ہنہ انا۔" اس نے مضحکہ اڑایا اور اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔
"اس وقت یہ انا کہاں تھی جب میرے سمعان علی سے چاہت کے اقرار کے باوجود تم مجھ سے میری محبت کی بھیک مانگ رہے تھے گڑگڑا رہے تھے۔" وہ بھی بہت بدلحاظی سے بولی تھی باوجود ضبط کے اس کا ہاتھ زوردار انداز میں اس کے نازک رخسار پر پڑا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر رہ گئی۔ رخسار پر ہاتھ رکھے چند لمحے وہ بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتی رہی اس کی سیاہ آنکھیں دھیرے دھیرے پانی سے بھر گئیں وہ خود بھی اس بے اختیارانہ عمل پر ششدر رہ گیا تھا اضطراری انداز میں آگے بڑھا پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا اور اس پر دکھ کی کیفیت اس شدت سے حاوی ہوئی تھی کہ وہ رو بھی نہیں پا رہی تھی۔ اک بے یقینی اور شدید دکھ اپنی گرفت میں لپٹے ہوئے تھا۔
اس نے کیسے مجھ پر ہاتھ اٹھالیا؟ یہ کیا ہو گیا؟ رومیل ایسا نہیں کر سکتا۔ اسکی ذات جیسے چیونٹی جتنی حقیر ہو کر رہ گئی اپنی ہی نظروں میں پہلی رات بھی اس نے اسے ارزاں کر دیا تھا اور اب تو کچھ رہا ہی نہ تھا۔
"بھئی تمہارے دو تین فون آچکے ہیں اب تیار ہو جاؤ اور ---- ارے یہ کیا ہوا؟" بھابی دروازے ہی سے بولتی چلی آرہی تھیں اس کے لال انگارہ ہوتے رخسار پر نظر پڑتے ہی سرشاری سے آگے بڑھیں۔
"یہ کیا ہوا؟ مارا ہے رومیل نے؟" وہ اس قدر تیزی سے اندازے لگانے لگیں کہ وہ گڑبڑا کر انہیں دیکھنے لگی۔ ان کا بھی حساب برابر کر ہی دینا چاہیے۔
"آپ کو کوئی اعتراض؟" وہ ان پر الٹ پڑی۔
"اور آپ بغیر اجازت میرے کمرے میں کیوں چلی آئیں آپ کو شرم نہیں آئی۔ ہر وقت کن سوئیاں لیتی رہتی ہیں کبھی اپنی عاقبت سنوارنے کا بھی خیال کر لیا کیجئے۔" وہ اس کے تلخ لہجے اور غصیلے انداز پر بھونچکی رہ گئیں۔ پھر چمک کر بولیں۔
"خوب کہی میں کیوں کن سوئیاں لینے لگی۔ ارے تم ہو ہی کیا۔ پہلی رات جس کا شوہر کمرے میں نہیں گیا اور آج منہ دکھائی میں تھپڑ مار کر چلا گیا ہنہ۔" وہ رکی نہیں اس کے غصے پر منوں اوس گراتی چلی گئیں۔ اب نیا محاذ کھل گیا تھا۔
"اف۔" وہ نئے سرے سے تکلیف میں گھر گئی یہ تو کل عالم میں ڈھنڈورا پیٹیں گی۔ اس کا دل چاہا اڑ کر اپنے گھر پہنچ جائے۔ جہاں اس کی عزت تھی۔ پیار تھا اس کے لیے۔
وہ جلدی سے اٹھی اور آنکھیں پونچھ کر الماری کھول کر اپنے لیے کپڑے نکالنے لگی۔ اسی اثنا میں وہ دوبارہ کمرے میں چلا آیا تھا وہ اس کی طرف دیکھے بغیر باتھ روم میں گھس گئی۔ کورے دبکے کے خوبصورت کام سے سجا ویلوٹ کا میرون سوٹ اس پر اس قدر کھلا تھا کہ اس کی کندنی رنگت مزید دمک اٹھی تھی۔ وہ بستر پر نیم دراز اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس نے میک اپ میں صرف لپ اسٹک استعمال کی اور چہرے پر کریم لگائی۔ رخسار پر تمغے کی طرح سجے اس کی انگلیوں کے نشان کو اس نے یکسر نظرانداز کر دیا اسے بلش آن کے نیچے چھپانے کی قطعاً کوشش نہیں کی اور کانوں میں بندے پہننے لگی۔
اس کے ہر عمل میں اس قدر سکون اور

اطمینان تھا کہ وہ الجھ کر رہ گیا۔ وہ چاہ رہا تھا کہ کم از کم آج کے دن وہ وہاں نہ جائے۔ اس نشان کے متعلق تو سبھی نے استفسار کرنا تھا اور وہ جانتا تھا کہ سب کو سمیٹ سے کتنی محبت ہے۔ اس نے پریشانی کے عالم میں سوچا اب کیا ہو گا۔ وہ تیار تھی مگر وہ بہت سکون سے لیٹا تھا۔ اس نے اپنی رسٹ واچ کی طرف دیکھا جیسے وقت کا احساس دلا رہی ہو۔

''ابھی معیز کا فون آیا تھا اس نے جلد آنے کو کہا ہے۔'' وہ اس سے نظر ملائے بغیر صاف آواز میں بولی تو مجبوراً اسے اٹھنا پڑا۔

''اس پر۔'' وہ اس کی بائیک دیکھ کر بدکی ساری خفگی لمحہ بھر کر بھول گئی۔ اسے ہمیشہ سے اس کی بائیک سے چڑ رہی تھی وہ ہر دفعہ بائیک ہی خریدتا تھا۔ وہ کبھی بھول کر بھی اس کے ساتھ نہیں بیٹھی تھی۔

''اب تمہارے سمعان علی ہوتے تو شاید پلین پر بٹھا کر لے جاتے میرے پاس تو یہی ہے۔'' وہ حد درجہ پرسکون انداز میں بولتے ہوئے سن گلاسز لگا کر بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔ وہ بھک سے اڑ گئی۔ وہ کلچ تھامے مسلسل ریس دیئے جا رہا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرتی دوپٹہ سمیٹ کر پرس سینے سے لگائے سیٹ پر بیٹھ گئی مگر وہ بائیک نہیں چلا رہا تھا۔ وہ کنفیوژ ہو گئی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے مخاطب کرنا پڑا۔

''اب چلیں بھی۔''

''میرے خیال میں تمہارا رخ میری لیفٹ سائیڈ پر ہونا چاہیے۔'' وہ اس کے غلط رخ پر بیٹھنے کے انداز پر استہزائیہ لہجے میں بولا تو وہ فوراً اتر گئی۔ وہ بہت خفیف سی ہو رہی تھی۔

''مجھے کچھ خاص پتہ نہیں اس کے متعلق۔'' وہ صفائی پیش کرنے لگی حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ سنبھل کر دوسری طرف سے آ بیٹھی۔ کیریئر غائب تھا۔

''ظاہر ہے سمعان علی کے پاس تو شاید مرسڈیز تھی؟'' وہ موٹر سائیکل گیٹ سے باہر لے آیا وہ اس کے اس ٹھنڈے طنز پر غصہ تو کیا کرتی اس کی پوری توجہ بائیک کی رفتار پر تھی۔ وہ دوپٹے پر گرفت کرتی تو پرس چھوٹنے لگتا۔ دوسرے ہاتھ سے رومیل کی شرٹ کو دبوچ رکھا تھا۔ اس کی گرفت غالباً اس کی شرٹ پر سخت ہو گئی تھی تبھی وہ زور سے بولا۔

''میرے خیال میں سیٹ کے نیچے پکڑنے کی جگہ بھی ہوتی ہے۔'' اس نے ڈرتے ڈرتے سیٹ کے نیچے ہاتھ مارا تو پہیئے سے رگڑ کھا گیا وہ تلملا اٹھی۔

''وہاں تو پہیہ ہے۔'' دوبارہ اس کی شرٹ دبوچی۔

''پہیئے کے اوپر سیٹ ہے اسے پکڑو میری سانس بند مت کرو۔'' وہ مسلسل اسے تنگ کر رہا تھا۔

اس نے بائیک کو اڑانا شروع کیا تو اسے واقعی بیویوں والے اسٹائل میں بیٹھنا پڑا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر میں حائل کر کے دوسرے سے پرس اور اڑتا لہراتا دوپٹہ دبوچ لیا۔

اس نے پورچ میں بائیک روکی تو وہ لرزتی ٹانگوں سمیت نیچے اتری۔ وہ اس کی حالت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ دوپٹہ اس نے دونوں ہاتھوں میں بالکل گولہ سا بنا کر پرس کے ساتھ پکڑا ہوا تھا۔ دوسرے ہی پل وہ بے ساختہ ہنس دیا۔ وہ شرمندہ سی ہو کر جلدی سے دوپٹہ کھولنے لگی۔ اور تنتناتی ہوئی اندر بڑھ گئی۔ وہ اس کے پیچھے لپکا۔

''اتنی جلدی؟'' وردہ نے بہت میٹھا طنز کیا۔ تو وہ جلدی سے اس کے گلے لگ گئی۔ رومیل کی طرف تو اس نے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ یہ سخت ناراضگی کا اعلان تھا۔

''موی کہاں ہے؟'' اس نے نظر دوڑائی۔

"وہ معیز بھائی کے ساتھ کلاس لے رہی ہے۔" وہ سرگوشی میں بولی پھر اضافہ کیا۔

"گٹنگ کی۔" پھر دونوں ہنس دیں۔

"میں امی کے پاس چلتی ہوں۔" وہ امی کے کمرے کی طرف بڑھی۔ وہ آرام کر رہی تھیں اسے دیکھتے ہی اٹھ بیٹھیں۔

"میری جان۔" وہ نم آنکھوں کے ساتھ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولیں تو اس کا بھی دل بھر آیا۔

"آپ ٹھیک ہیں نا؟"

"تم بتاؤ تم خوش ہو نا؟ میری خوشی تو تم سے مشروط ہے بیٹا۔" وہ بے حد پیار سے بولیں تو اس نے آنسو اندر اتار کر اثبات میں سر ہلایا اور مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"السلام علیکم۔" وہ بھی اندر چلا آیا۔

"وعلیکم السلام۔" امی نے اس کی روشن پیشانی بھی چوم لی۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" وہ بہت شائستگی سے بول رہا تھا۔

"میری سیمی خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں۔" وہ مسکرائیں تو سمیطہ نے پیار سے ان کا گال چوم لیا۔

"اس کا مطلب ہے آپ بہت زیادہ ٹھیک ہیں کیونکہ میں بہت خوش ہوں۔" وہ خوشدلی سے بولی پھر تصدیق کے لیے رومیل کو بھی شامل کیا۔

"آپ بتائیں نا رومیل آپ مجھے کتنا خوش رکھتے ہیں۔" وہ گڑبڑا گیا۔

"جی --- جی بالکل اور وہ ماموں جان کہاں ہیں؟" اس نے جلدی سے بات پلٹی مبادا وہ کوئی اور جملہ نہ کہہ دے۔

"ظہیر احمد صاحب۔" وہ جتلانے والے انداز میں بولی تو وہ سٹپٹا گیا۔

"وہ آفس میں ہوں گے یا کسی میٹنگ میں۔"

امی بیزار کن انداز میں بولیں۔ ان کی آنکھیں نیند کی وجہ سے بند ہو رہی تھیں۔ انہوں نے شاید کوئی میڈیسن لے رکھی تھی۔

"تم دونوں خبیث یہاں کیا کر رہے ہو؟ باہر چلو آنٹی کو سلیپنگ پلز دی ہیں میں نے۔" معیز آفت ناگہانی کی طرح نمودار ہوا تو وہ جھک کر انہیں پیار کر کے باہر آ گئی۔ موی اسے دیکھتے ہی بھاگی مگر عین جب وہ سمیطہ سے لپٹنے لگی پھرتی سے معیز سامنے آ گیا۔ وہ زوردار انداز میں اس سے ٹکرا گئی۔

"اوف --- اندھے۔" وہ چلائی جبکہ وہ محظوظ ہو کر ہنس رہا تھا۔ سب کی ہنسی نے اسے تپا ڈالا۔ وہ اس پر الٹ پڑی۔

"نظر نہیں آ رہا تھا میں ملنے لگی تھی۔" مگر اس پر قطعی اثر نہیں ہوا۔

"تو مل تو لیں۔" وہ بے نیازی سے بولا۔

"ہنہ --- فضول انسان۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اسے اس کے حال پر چھوڑ کر سیمی کے گلے لگ گئی۔ وہ پانچوں لاؤنج میں بیٹھ گئے۔ معیز اور رومیل تو شادی کی موی دیکھنے لگے جبکہ وہ تینوں ان سے پرے کارپٹ پر براجمان تھیں۔

"بہت نکھر گئی ہو شادی کے بعد۔" موی کی آواز اور اس کی بے ساختہ ہنسی نے رومیل کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تھی۔

"جی نہیں یہ نکھار شادی کا نہیں بلکہ سال بعد نہانے سے پیدا ہوا ہے۔" اس نے ہنسی میں بات اڑا دی۔

"اور یہ چہرے پر کیا ہوا؟" وردہ بے اختیار زور سے بولی تو لحظہ بھر کو رومیل کا دل ٹھہر سا گیا۔

"وہ رات کو سوتے میں ہاتھ آ گیا تھا چہرے کے نیچے شاید وہی نشان ہو۔" وہ بڑے لاپرواہانہ انداز میں بولی تو رومیل کی رکی سانس بحال ہوئی۔

"کس کا ہاتھ؟" موی بہت معنی خیزی سے

ہنسی تو اس نے کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔
"بکو مت --- میرا اپنا ہاتھ۔" وہ چڑ کر بولی جبکہ اس کا تجسّس ہنوز برقرار تھا۔
"اور یہ رومی بھائی رومینس کے معاملے میں کیسے ہیں تم نے بتایا نہیں۔" ان کے موضوع گفتگو نے رومیل کے پسینے چھڑا دیئے۔
"ویسے ہی جیسے سب ہوتے ہیں۔" وہ بڑے اعتماد سے بولی۔
"اب ہمیں کیا پتہ باقی سب کیسے ہوتے ہیں۔" وردہ بڑی معصومیت سے بولی۔ تو سیمی نے اسے گھورا۔
"اچھا ہے بی معصومہ تمہیں نہیں پتا جیسے پہلے بے خبری میں زندگی گزار دی ویسے اب بھی گزار دو۔" وہ دانت کچکچا کر بولی۔
"تم تو چاہتی ہو میں کبھی ترقی یافتہ نہ ہوں ترقی پذیر ہی رہوں۔" وہ منہ پھلا کر بولی تو اس کی اصطلاح پر ان دونوں کے ساتھ وہ خود بھی ہنس دی۔
"میں ذرا خالہ سے مل لوں۔" اس نے مومی کی امی کا نام لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ ان کے ساتھ والے پورشن میں مقیم تھیں جبکہ وردہ مومی کی چچازاد تھی۔ اس بڑے سے گھر کے تین حصے تھے ایک میں مومی دوسرے میں وردہ اور تیسرے میں سمیعہ کے گھر والے تھے اور تینوں گھرانے ایک جان ہو کر رہتے تھے۔
کافی دیر وہ سب گپیں ہانکتے رہے۔ سمیعہ نے امی کو کھانا کھلا کر انہیں دوائی کھلائی اور تھوڑی دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد انہیں سوتا دیکھ کر کمبل اوڑھا کر باہر نکل آئی۔ اسے پیاس محسوس ہوئی تو وہ کچن کی طرف بڑھی دروازے کے درمیان پہنچتے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ بہت غلط وقت پر اس طرف آئی ہے۔ اندر معیز اور مومی کھڑے تھے۔ اس کے بالوں کو چھیڑتے ہوئے وہ بہت دھیمی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا جبکہ مومی لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ اور گالوں پر لالی سجائے محجوب سی کھڑی تھی۔ وہ سٹپٹا کر واپس پلٹی تو بوکھلا گئی۔ عین اس کے پیچھے رومیل کھڑا تھا جانے وہ کیا کرنے آیا تھا۔ وہ وہاں سے سرپٹ بھاگی تھی۔
کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا وہ رومیل سے نظر نہیں ملا رہی تھی۔ ذہن پر عجیب سا تاثر تھا۔
کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ وہ چائے کے برتن اٹھائے مومی اور وردہ کے ساتھ کچن میں چلی آئی۔
"معیز میرے پیچھے پڑا ہے کہ بس اب یونیورسٹی چھوڑو اور رخصتی کراؤ۔" وہ سادگی سے کہہ رہی تھی۔ سمیعہ کو بے اختیار ہنسی آنے لگی۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔
"اور تم؟" اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔
"میں تو بالکل بھی رخصتی نہیں کراؤں گی۔ مجھے نہیں شوق۔" وہ منہ بنا کر برتن سنک میں رکھتے ہوئے بولی تو سمیعہ سے مزید ضبط نہیں ہو سکا۔ اس نے زوردار تھپڑ جڑا۔
" ابھی کچھ دیر پہلے جو کچن میں ڈرامہ چل رہا تھا وہ کیا تھا؟" وہ سٹپٹا گئی۔ رنگت ایکدم سرخ ہو گئی۔
"تم --- تم نے دیکھا؟" وہ اٹکی۔
"نہ صرف میں نے بلکہ رومیل بھی تھے۔" وہ مزے سے بولی جبکہ وردہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے ان کی شکلیں دیکھ رہی تھی۔
"سیمی۔" وہ رہانسی ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی تو اس نے ہنس کر اسے ساتھ لگا لیا۔
"ہی از ویری نائس اینڈ رومینٹک۔" شرارت سے سرگوشی کی تو وہ جھینپ گئی۔
"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ مجھ سے کیا چھپایا جا رہا

ہے؟" وردہ نے بیلن لہرایا۔ موی کے شور مچانے پر بھی اس نے ساری بات بتادی۔

"ہائے --- میں کہاں تھی تب؟" وہ حسرت آمیز لہجے میں بولی جبکہ موی سرخ چہرہ لیے جھینپی ہوئی تھی۔

"فضول باتیں مت کرو۔" وہ دبے دبے انداز میں بولی۔

"آہا--- اب فضول باتیں ہوگئیں جب کچن میں۔" وردہ چمک کر بولنے لگی مگر درمیان میں ہی وہ چلا اٹھی۔ جواباً" ان دونوں کی ہنسی بے ساختہ تھی اور وہ بیچارگی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

وہ بیڈ روم میں آئی تو رومیل اس کے بستر پر نیم دراز ہوگیا۔ آج اس کمرے میں اس کی وہ حیثیت تھی جس کے متعلق کبھی وہ سوچا کرتا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔ وہ ڈریسنگ روم میں تھی۔ وہ اٹھ کر اس کا بک ریک چیک کرنے لگا۔ اس کے ادبی ذوق کا وہ ہمیشہ سے معترف رہا تھا۔ وہ بکس اٹھا کر دیکھنے لگا۔ پہلے کبھی تو وہ کوئی کتاب چھونے تک نہیں دیتی تھی۔

"ہوں--- فیض۔"

وہ کتاب لیے بستر پر آگیا۔ اسی اثناء میں وہ لباس تبدیل کرکے باہر نکل آئی تھی۔ بالوں کو لپیٹ کر جوڑے کی شکل دیتے ہوئے وہ بستر پر آئی تو وہ کتاب کھول چکا تھا۔ تبھی اندر سے ایک تصویر بستر کے وسط میں گری مگر اوندھی ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پایا وہ بہت بے دھیانی سے ہاتھ بڑھانے لگا تھا وہ اس نے جھپٹا مارا ساتھ ہی رومیل نے اس کے ہاتھ پر گرفت کرلی۔

"چھوڑیں پلیز۔" اس کی رنگت اڑ گئی تھی۔

"دکھاؤ مجھے۔" وہ آرام سے بولا۔

"آپ کے کام کی نہیں ہے۔" وہ نظریں چرا کر بولی۔

"مگر پھر بھی میں دیکھوں گا۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔

"پلیز۔" وہ منتوں پر اتر آئی۔

"گویا کسی چاہنے والے کی تصویر ہے۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"ہے تو گزرے وقت کی بات مگر سچ ہے۔"

اس کی طنزیہ بات کے جواب میں کافی دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولی تو اس کے لہجے کی لرزش رومی سے چھپی نہیں رہ سکی۔ وہ جل کر رہ گیا۔

"سمعان علی کی ہے؟" استہزا سے پوچھا تو اس کی رنگت سرخ ہوگئی بے چینی سے نچلا لب دانتوں تلے کچلا۔

"آپ یہی سمجھ لیجئے۔"

"پھر تو میں ضرور دیکھوں گا۔" اس نے ہاتھ پر گرفت سخت کی۔

"آپ کو کیا میری تصویر ہے میری کتاب سے نکلی ہے۔ میں نہیں دکھانا چاہتی میری مرضی۔" وہ ذرا سختی سے بولی مگر اثر ندارد تھا۔

"تصویر چھوڑو میرا غصہ جانتی ہو نا۔" اس نے رخسار کی طرف اشارہ کیا تو وہ جو جانے کیسے ضبط کر رہی تھی رو پڑی۔

"پلیز رومیل آپ مت دیکھیں میں نہیں چاہتی کہ آپ میری چاہت کا مذاق اڑائیں۔"

"میں اتنا رحمدل نہیں کہ لڑکیوں کے آنسوؤں سے پگھل جاؤں۔" وہ سنگدلی سے بولا اور زبردستی اس کے ہاتھ سے تصویر نکال لی جو چرمرا کر رہ گئی تھی۔ تصویر سیدھی کرنے پہلے الٹی طرف اس کی نظر پڑی تو شعر لکھا تھا۔

کتنا چاہا ہے تمہیں کبھی غور تو کر
اتنے تو ہم اپنے بھی طلبگار نہ تھے

اس کے نقوش تنے ہوئے تھے ماتھے پر شکنیں تھیں اور دل میں جلن۔ تصویر سیدھی کرنے کے بعد اس کے تنے ہوئے نقوش آہستہ آہستہ ڈھیلے

پڑ گئے۔ ماتھے کی شکنوں کی جگہ شدید حیرت نے لے لی اس نے بے وقوفوں کی طرح منہ پھاڑ کر سمیعہ کی طرف دیکھا وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے بیٹھی تھی۔ اس نے بڑے غور سے دوبارہ تصویر کو دیکھا۔ دل کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔ وہ تصویر چھوڑ کر اٹھا اور ٹہلنے لگا انداز سے بے چینی ہویدا تھی تھوڑی دیر بعد اس کے سامنے رکا کچھ کہنے کو لب کھولے پھر اس کے جھکے ہوئے سر اور ہاتھوں کی اوٹ میں چھپے چہرے کو دیکھ کر لب بھینچ لیے اور دوبارہ پنڈولم کی طرح گردش کرنے لگا۔ پھر کچھ تھکن محسوس ہوئی تو رک گیا۔

"تم بے حد فضول لڑکی ہو جو نہ تو محبت کرنا جانتی ہے نہ محبت نبھانا۔" وہ سختی سے بولا۔

"تم اگر ذرا سی کوشش کرتیں تو اپنی محبت پا سکتیں تھیں مگر تم بے حد بزدل ہو۔" وہ اس قدر تپ کر بول رہا تھا گویا دل جل رہا ہو۔

"تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی پیار کسی سے اور شادی کسی اور سے کرتے ہوئے؟" وہ دانت پیس کر بولا اور اس کے سامنے بیٹھ کر اس کے ہاتھ زبردستی چہرے پر سے ہٹا دیئے۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔ رنگت شہابی ہو رہی تھی۔

"اگر وہ ملک چھوڑ کر نہ بھاگتا تو تم سے شادی کر لیتا تو میں کیا کرتا؟ پاگل لڑکی تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تمہیں مجھ سے محبت تھی۔" وہ اتنے دنوں کے بعد پہلی مرتبہ اتنی ملامت بھری آواز میں بولا تھا کہ اسے یقین نہیں آیا۔

"اور میں نے تمہیں مارا بھی۔" نرمی سے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی وہ بھنویں اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ ہکا بکا تھی۔

"ساری تلافی کروں گا اگر موقعہ دو گی تو۔" وہ بہت شریر ہو رہا تھا۔ وہ منا بھی ایسے رہا تھا کہ ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ اس کے لمس سے پگھلی جا رہی تھی وہ جیسے منانے کے سارے گر جانتا تھا۔

"ویسے یہ تصویر شاید تم تم نے میری البم سے اڑائی تھی جب آپی کی شادی کے دن تھے ہے نا؟" وہ پوچھ رہا تھا اس کے اثبات پر بولا۔

"اتنی پرانی محبت؟"

"اونہوں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا تو اس کو سامنے کیا۔

"یعنی؟" مصنوعی غصے سے پوچھا۔

"شروع سے شاید شاید اس سے بھی کہیں پہلے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی سادگی سے بولی تو لمحہ بھر کو وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"سوری۔"

"آپ نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔" وہ بھول نہیں رہی تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس قدر تیزی سے اپنا چہرہ اس سے قریب کیا کہ وہ سمجھ نہیں پائی --- اور وہ سیدھا ہو کر بے حد شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"اب درد ہو رہا ہے؟"

اس نے سرخ چہرے کے ساتھ لب کاٹ کر ہنسی روکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"اس کا مطلب ہے ایسے تھپڑ تمہیں پسند ہیں؟" وہ شوخی سے کہہ کر پھر اس کی طرف بڑھا۔

"خبردار۔" اس نے بوکھلا کر دونوں ہاتھ رخساروں پر رکھے تو وہ اس کے ہاتھ تھام کر بے اختیار ہنس دیا۔ نگاہیں اس کے حیا بار چہرے پر ہیں۔ جہاں خوف کے سائے نہیں صرف اور صرف خوشیوں کے عکس لہرا رہے تھے۔

digest novels lovers group ❤❤

☆ ☆ ☆